قرآن و سنت کی روشنی میں جدید مسائل کا حل

جدید مسائل کے شرعی احکام

مصنف:

مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی

مدظلہ العالی

تخریج:

فاضل جمیل عالم نبیل علامہ مفتی

محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

باہتمام:
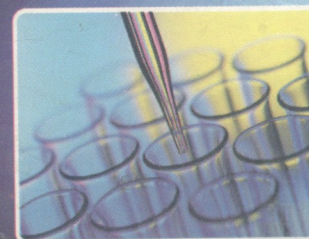
محمد یوسف القادری الرضوی

ناشر: بزم اویسیہ رضویہ کراچی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جدید مسائل کے شرعی احکام

مصنف

مفسّر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث

مفتی ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

تخریج وتحشیہ :...... حضرت علامہ مولانا مفتی

محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ العالی

باہتمام

محمد یوسف القادری الرضوی

ناشر

بزمِ اُویسیہ رضویہ، کراچی

نام کتاب : جدید مسائل کے شرعی احکام

مصنف : مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث، مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

تخریج : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ

پروف ریڈنگ : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ، و حضرت

مولانا ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری زید مجدہٗ، موبائل : 0300-2218289

باہتمام : محمد یوسف القادری الرضوی، موبائل: 0300-2775597

ناشر : بزمِ اُویسیہ رضویہ، کراچی

سنِ اشاعت : ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ / دسمبر 2004ء

صفحات : 80

معاونین : محمد سہیل اُویسی، محمد آصف اختر القادری، محمد علی اختر القادری

کمپوزنگ و پرنٹنگ : الریحان گرافکس فون موبائل: 0300-2809883 - 0300-2809884

﴿ملنے کے پتے﴾

مکتبہ اُویسیہ رضویہ ، سیرانی روڈ بہاول پور پاکستان

قطب مدینہ پبلشرز ، (پرانی سبزی منڈی) نزد عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی

مکتبہ غوثیہ ، (پرانی سبزی منڈی) نزد عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی

مکتبہ قادریہ ، (پرانی سبزی منڈی) نزد عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی

مکتبہ رضویہ ، گاڑی کھاتہ آرام باغ کراچی

مکتبہ مصلح الدین ، میمن مسجد مصلح الدین، کھوڑی گارڈن کراچی

مکتبہ جمال کرم ، مرکز الاویس داتا دربار مارکیٹ لاہور پاکستان

مکتبہ زاویہ ، مرکز الاویس داتا دربار مارکیٹ لاہور پاکستان

﴿خط و کتابت﴾ محمد یوسف القادری الرضوی

فیضانِ مدینہ میڈیکوز، میڈیسن مارکیٹ، نمبر 53-A کچھی گلی نمبر ۱ ڈینسو ہال، کراچی

موبائل: 0300-2775597

فہرست مضامین

فہرست مضامین

☆☆☆☆☆

ضروری وضاحت

نوٹ:

ان فتاویٰ کو جدید مسائل کا نام دینا کلی نہیں بلکہ بعض مسائل کی وجہ سے ہے اور جو دوسرے مسائل ملحق ہیں وہ محض عوام کی ضرورت کے تحت ہیں کہ وہ ان میں الجھ جاتے ہیں۔ ہم نے انہیں ان کی الجھن دور کرنے کے لئے شامل کئے ہیں۔ ان شاء اللہ دوسری اشاعت یا دوسرے حصہ میں کلی طور پر جدید مسائل کی تحقیق پیش کی جائیگی۔

فقط والسلام

ناشر: بزمِ اُویسیہ رضویہ (کراچی)

☆☆☆☆☆

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسّلام علی رسوله الکریم وعلی اله الطیبین وأصحابه الطّاهرین وعلی حزبه أجمعین.

امابعد! اس بات سے کون ذی عقل وفہم ناواقف ہے کہ دنیائے علم وہنر میں فنِ افتاء انتہائی مشکل اور اہم ذمہ داری کا کام ہے۔ اسی فن سے شخصی قسمتیں وابستہ ہیں۔ علماء دین اور مفتیانِ شرع متین کے قلم سے ہی اقوام عالم کے زوال وعروج رونما ہوتے ہیں۔ یہی وہ فن ہے جس کے جادو سے تفکّرات ومزاج بدلے جاسکتے ہیں۔ فتویٰ مثل کشکول ہے۔ اس میں جو بھرا جائے گا وہی تقسیم ہوگا۔ دودھ اور شہد بھرنے سے دودھ اور شہد اور زہر بھرنے سے زہر ہی تقسیم ہوگا۔ سابقہ علماء وحکماء بڑی احتیاط سے اس میدان میں قدم رکھتے تھے۔ مگر فی زمانہ جسے دیکھو مسندِ افتاء پر جلوہ نما ہے۔ جس قدر نازک یہ فن ہے، اسی قدر فی زمانہ لوگوں نے اس فن کو معمولی سمجھ لیا ہے۔ فی زمانہ مفتیوں کی بہتات ہے۔ اس راہ سے کماحقہٗ وہی بخیر وعافیت گذر سکتا ہے جس پر اللہ (عزوجل) نے خاص فضل فرمایا ہو، اور جس کے لئے اللہ (عزوجل) نے بھلائی کا ارادہ فرمالیا ہو۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ. [1]

یعنی، اللہ تعالیٰ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو اسے فقہ کی سمجھ بوجھ عطا فرمادیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے فقہی مقام سے کون ناآشنا ہے، اپنے تو اپنے ہیں، غیر بھی آپ کے ''تفقہ فی الدین'' کے معترف ہیں۔ ایسا عبقری فقیہہ بھی سالہا سال تک اپنے والد محترم کی زیرِ نگرانی میں فتویٰ نویسی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

ایک مفتی کے لئے کتب فقہ پر نظرِ عمیق اور گہرا مطالعہ کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ

---

[1] اخرجه البخاری فی صحیحه، فی العلم، الحدیث رقم: ۷۱، باب من یرد الله به خیرا الخ، مطبوعه: المکتبة العصریة، بیروت، الطبعة الثانیة: ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷ء

ہمیں اکابر علماء کی سیرت سے ہوتا ہے۔ ان کا عمل ہمیں مطالعہ کی جانب دعوت دیتا ہے۔ چنانچہ

حضرت صدر الشریعہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۶۷ھ) نے ایک بار فرمایا کہ: میں نے ''شامی'' اور ''عالمگیری'' کا بالاستیعاب پانچ بار مطالعہ کیا ہے۔ اور ''کنز'' کی شروح، ''بحر الرائق''، ''النهر الفائق''، ''تبعین الحقائق'' کا دوبار۔ اور ''هدایه'' کا مع اس کی جمیع شروح کے بشمول ''بنایه'' ایک بار۔ مزید تقریباً، پچاس کتب فقہ کا بالاستیعاب بغور مطالعہ کیا ہے۔ یہ کتابیں مختصری نہیں، ان میں صرف ''مبسوط'' امام سرخسی کی تیس جلدیں ہیں۔

آج اگر تلاش کیا جائے تو شاید ہی کوئی مفتی ایسا ملے جس نے ''شامی'' اور ''عالمگیری'' وغیرہ کا ایک بار بھی کامل و بغور مطالعہ کیا ہو۔ لہٰذا ایسے وقت میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اکابر علماء اہلسنّت و جماعت کے ''فتاویٰ'' منظر عام پر لائے جائیں۔ جو فنِ فتویٰ نویسی میں کامل مہارت رکھتے ہوں، اور اصول و فروع کے کسی بھی مسئلہ میں اپنے مسلّمہ اکابر علماء سے اختلاف و مخالفت نہ رکھتے ہوں۔ بالخصوص مؤقف و فتاویٰ اعلیٰ حضرت مجدّد اعظم الشاہ امام احمد رضا فاضلِ بریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) سے کامل اتفاق رکھتے ہوں۔

پیش نظر کتاب مستطاب ''جدید مسائل کے شرعی احکام'' حضور مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث، مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی (دامت برکاتہم القدسیہ) کے ''فتاویٰ'' سے منتخب کردہ چند جدید و ضروری ''فتاویٰ'' کا مجموعہ ہے۔

بات کچھ ایسی ہوئی کہ ماہ ربیع النور شریف میں ہم نے ''بزم اُویسیہ رضویہ'' قائم کی۔ بعدِ قیام فقیر بہاولپور حاضر خدمت اقدس ہوا۔ اور کتب کی اشاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور آپ کے جدید فتاویٰ طلب کئے۔ آپ نے نہایت شفقت و حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے فتاویٰ مرحمت فرمائے۔ اور خصوصی دعاؤں سے بھی نوازا۔ واپس آکر جب ہم نے اس کی اشاعت کی تحریک شروع کی تو کوئی سن کر خوش ہوا، اور کوئی .... چند کرم فرماؤں نے مشورہ دیا کہ فتاویٰ کا کام بڑا مشکل اور نہایت اہم ہے یہ بغیر علماء کی استعانت کے کماحقہٗ شائع نہیں ہوسکتا کہ جملہ حوالہ جات کی تخریج کا التزام کرنا۔ فتاویٰ کے مؤقف پر نظر رکھنا کہ اکابر علماء اہلسنّت کے مؤقف

کے خلاف نہ ہوں وغیرہ۔

مگر ہم نے ہمت نہ ہاری اور کام شروع رکھا اور الحمد للہ تین ماہ کی محنت ولگن کے بعد اب یہ فتاویٰ آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔

کتاب کی تخریج وتحشیہ میں سب سے زیادہ محنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب (زیدہ مجدہ) نے فرمائی اور دیگر بے شمار مفید آراء سے ہماری رہنمائی بھی فرمائی۔ ان کے علاوہ حضرت علامہ ابو الرضا محمد طارق عطاری، حضرت مولانا محمد صدیق عطاری اور جامعۃ المدینہ کے چند ایک علماء نے بھی تخریج وتصحیح میں ہماری معاونت فرمائی۔ ادارہ ان تمام احباب کا نہایت ممنون ومشکور ہے۔ اگر ان حضرات کی دستگیری ہمارے شامل حال نہ ہوتی تو اس کٹھن منزل کو عبور کرنا ہمارے بس کی بات نہ تھی۔

پیش نظر رسالہ "بزم اویسیہ رضویہ" کی تیسری کاوش ہے۔ اس سے قبل ہم دو کتابیں ہدیۂ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ (۱) قیامت کی نشانیاں (۲) زکوٰۃ کیسے دیں؟ جنہیں بے انتہا مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور چند ہی ماہ میں دونوں کتابوں کے ایڈیشن ختم ہو گئے۔ امید ہے قارئین کرام ہماری سابقہ کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی شرف قبولیت سے سرفراز فرماتے ہوئے ہاتھوں ہاتھ حاصل فرما کر ہمارے ساتھ تعاون کی یقین دہانی دلائیں گے۔

زیر نظر کتاب کو بڑی محنت اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی کامل سعی کی گئی ہے۔ اور ہر ممکن اغلاط کی تصحیح کا پوری توجہ سے خیال رکھا گیا ہے۔ لیکن "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" کی بناء پر کتاب میں کسی قسم کی غلطی یا خامی ملاحظہ فرمائیں تو تنقید برائے تنقید کی بجائے، تنقید برائے اصلاح کو اپناتے ہوئے ضرور بزم کو مطلع فرما کر عند اللہ تعالیٰ والرسول ماجور ہوں۔ تا کہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔ فقط والسلام مع الاکرام

الفقیر القادری محمد یوسف اویسی رضوی غفرلہ

۳۰ شوال ۱۴۲۵ھ / ۱۳ دسمبر ۲۰۰۴ء

بروز، پیر (شب منگل)

اللہ ربُ محمدٍ صلی علیہ وسلما
نحن عبادُ محمدٍ صلی علیہ وسلما

تقدیم وتعارفِ مصنف

علمبردارِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

کارِ افتاء، فنِ افتاء میں کامل مہارت و فقہی بصیرت کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ ایک مستقل فن ہے جو صرف پڑھنے پڑھانے سے نہیں، کامل و ماہر و تبحر فقیہہ و محدّث کی کامل صحبت اور شبانہ روز کے مسلسل مشاہدہ اور پیہم تجربہ سے حاصل ہوتا ہے۔

فاضل اویسی، محقق رضوی، شیخ التفسیر، استاذ الاساتذہ استاذ العلماء علامہ ابو الصالح حافظ محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی (دامت برکاتہم العالیہ) عصر رواں میں اہلِ حق اہلسنّت وجماعت کے جامع جمیع الصّفات عالمِ دین ہیں بفضلہٖ تعالیٰ مکمل درسِ نظامی اور فقہ واحادیث کے جمیع ابواب مستحضر ہیں وہ محض رسمی اور نمائشی عالم نہیں، ماشاء اللّٰہ آپ بیک وقت کہنہ مشق عبقری مدرس، فاضل محقق ہیں، مفتی ہیں، مناظر ہیں، اعلیٰ درجہ کے بلند پایہ مصنف ہیں، منفرد محدث و مفسر ہیں۔ فقیر سگِ بارگاہِ رضوی محمد حسن علی قادری (غفرلہٗ) کے قدیم و عظیم کرم فرما بہترین رفیق و شفیق ناصر وصدیق، ہم دم ودم ساز ہیں دُھن کے پکے ہیں۔ اسلاف کی سیرت مقدسہ کا حسین نمونہ ہیں، خوش خصال خوش فعال وخوش ادا ہیں۔ اُن کو یہ دینی تڑپ ذوق، شوق اور ولولہ امامِ اہلسنّت نائبِ اعلیٰ حضرت مظہرِ صدر الشریعت سیدی سندی محدّث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی چشتی صابری (رضی اللہ عنہ) کے فیضِ صحبت سے حاصل ہوا۔ حضرت اقدس کی قادر نظر کچھ ایسی گہری پڑی کہ آپ کو کیمیا گر بنا دیا۔

فقیر کی ملتجیانہ گزارش پر شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اورنگِ طریقت شیخ الشیوخ العالم سیدنا حضور مفتیٔ اعظم علامہ الحاج الشاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب نوری قادری برکاتی بریلوی (رضی اللہ عنہ) نے اجازت وخلافت سے بھی سرفراز وسربلند فرمایا۔ یہ وہ سعادت ہے کہ کون پاتا ہے اور کسے ملتی ہے؟ شیخ التفسیر علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی (مدظلہ العالی) صاحب تصانیف کثیرہ ہیں آپ نے ہر فن اور عقائد اہلسنّت وجماعت کے تحفظ ودفاع میں ہر موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ بخاری شریف کی شرح، مسلم شریف کی شرح اور تفسیر روح البیان کا ترجمہ بھی فرمایا ہے۔ مجدّدِ اعظم حضور پُرنور سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا الشاہ الامام احمد رضا قادری برکاتی فاضلِ بریلوی (رضی اللہ عنہ) کے منظوم کلام بلاغت نظام ''حدائقِ بخشش'' کی نہایت فاضلانہ ومحققانہ شرح بھی لکھی ہے اور اب یہ خبر فرحت اثر روحانی مسرتوں اور قلبی شادمانی کا موجب ہوئی کہ حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی (مدظلہ) نے اپنے علمی، تحقیقی، فقہی گوہر پاروں کو جمع فرما کر ''فتاویٰ اویسیہ'' بھی مرتب فرمالیا ہے، ''زیرِ نظر رسالہ انہی فتاویٰ میں موجود جدید فتاویٰ کا مختصر مجموعہ ہے'' جو کتابت کے آخری مرحلہ میں ہے۔ اور بنام ''جدید مسائل کے شرعی احکام'' جلد ہی شائع ہورہا ہے۔ یہ مبارک ومستند فتاویٰ یقیناً ایک علمی، فقہی ذخیرہ ہوگا جو مستقبل کے اہلِ افتاء کے لئے مشعل راہ ومینارۂ نور ثابت ہوگا اُن کے اس عظیم علمی، تحقیقی، فقہی کارنامہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام اہلسنّت سیدی محدث اعظم علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری بریلوی اور سید الفقہاء مرجع العلماء سیدنا مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت (قدس سرہما) کا علمی روحانی فیض اُن کی مسلسل دستگیری کررہا ہے۔

آج کل کے عام مفتی ناقل ہیں۔ اِدھر اُدھر سے اکابر کے فتاویٰ سے نقل کرکے مفتی بن بیٹھے، بعض خودساختہ مفتی صاحبان اپنے مسلّمہ ومعتمد علیہ اکابر سے تحقیق کا

بہانہ بنا کر عموم بلویٰ اور ضرورت زمانہ کا لباس پہنا کر اختلاف سے سستی شہرت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت عرض یہ کرنا ہے کہ حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی (مدظلہٗ العالی) نامور محقق و محدث، فقیہہ و مفتی ہونے کے باوجود جمہور اکابر اہلسنّت بالخصوص مجدّ د اعظم امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے اصول وفروعات کے کسی مسئلہ و کسی فتویٰ میں اختلاف نہیں فرماتے۔ سواد اعظم اہلسنّت کو یہی اختلاف وخلفشار سے بچانے کا واحد طریقہ بھی ہے کہ جن جن مسائل میں اکابرِ اہلسنّت بالخصوص مجدّ د اعظم اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمہ) نے کامل تحقیق فرمادی اور اکابر اہلسنّت نے متفقہ تحقیقی فتاویٰ صادر فرمادیئے اُن کے مقابلہ میں اپنی جدید تحقیق، منفرد تحقیق وفتاویٰ نہ لائے جائیں اور اہلسنّت کے مجموعی واجتماعی مفاد کو ملحوظ رکھا جائے جن مسائل میں اکابر اہلسنّت نے فیصلہ نہ فرمایا ہو اور فتویٰ نہ دیا ہو وہاں طبع آزمائی کی جاسکتی ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد صاحب اویسی رضوی (مدظلہ العالی) کے فتاویٰ منظر عام پر آنے کے بعد ان کے مندرجات سے کماحقہ آگاہی حاصل ہوگی اور ساتھ ہی اس کے اسرار ورموز کا پتہ چلے گا۔

فقیر کی دعا ہے کہ حضرت ممدوح کے یہ فتاویٰ مقبول خاص وعام ہوں اور ہر دار الافتاء کی زینت بنیں، اور مفتیانِ عصر رواں کے لئے مینارۂ نور ثابت ہوں۔ مولیٰ (عزوجل) حضرت موصوف کو صحت وعافیت کے ساتھ سلامت باکرامت رکھے ۔آمین

فقیر قادری محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

امام وخطیب جامع مسجد فریدیہ میونسپل پارک میلسی

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

سرکار ﷺ کا نام مٹانے والوں کی شرعی سزا

سوال:......قرآن وحدیث سے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے جو کہ حضور ﷺ کے نام مبارک کو مٹا دے اور اسلامی تعزیرات میں نام مقدس مٹانے والے کی کیا سزا ہے؟

جواب:......منه الهداية والصواب ۔بسم الله الرحمن الرحيم .نحمدهٗ ونصلی ونسلم علی رسوله الكريم .رسول اللہ ﷺ کی طرف ہر منسوب شی شعائر اللہ میں داخل ہے اور آپ کی تعظیم وتکریم میں معمولی تساہل کفر وارتداد ہے۔ اس بارے میں تعزیراتِ اسلامیہ (اسلامی سزاؤں) کی جزئیات اَن گِنت ہیں۔ سلف وصالحین نے اس موضوع پر سینکڑوں تصانیف لکھیں اور فیصلہ فرمایا کہ اس بارے میں معمولی تساہل کرنے والے کی گردن اُڑادی جائے کیونکہ وہ نہ صرف مُرتد ہے بلکہ فتنہ پرداز ہے، تعزیراتِ اسلامیہ کی صرف ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مواهب للدنيه'' مع زرقانی ج ۵ ص ۳۱۵ میں ہے: إنّ من سبّه أی شتمه أو انتقصه بأن وصفه بما يعد نقصاً عرفاً قتل بالإجماع.[1]

یعنی، بے شک وہ شخص جس نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی یا آپ کی شان ارفع واعلیٰ میں تنقیص کی (یعنی آپ کی طرف اس چیز کی نسبت کی جس کو عرف عام اور عام محاورات میں تنقیص شمار کیا جاتا ہے) تو ایسے شخص کے متعلق امتِ مسلمہ کے تمام علماء کا اجماع اور اتفاق ہے کہ اس کو قتل کردیا جائے۔

فائدہ: حضور نبی پاک ﷺ کا نام نامی اسمِ گرامی مٹانا بہت بڑی تنقیص ہے۔ یہی شرع پاک کا حکم ہے یہی عرف کا تقاضا ہے کیونکہ پاکستان میں جناح واقبال کی تنقیص وتحقیر سے گستاخ وبے ادب، گردن زدنی کا حکم پاتا ہے تو جس ذات پہ کروڑہا بڑی سے بڑی شخصیات کو قربان کیا جائے، ان کے گستاخ اور بے ادب کو کیوں معاف رکھا جائے؟

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ،المجلد(۵)، كتاب فی المعجزات والخصائص ، القسم الرابع، منها ان من سبه تُقتل ، ص ۳۱۵، مطبعة: بالمطبة الأزهرية المصرية ، الطبعة الأولی ۱۳۲۶ھ

کاش ہمارے ہاں حقیقی شرعی تعزیرات کا اجراء ہوتا تو ایسے گستاخ اور بے ادب اتنے نڈر و بے باک نہ ہوتے۔

فقط عندی ھذا الجواب واللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جہاز کے سفر کے دوران احرام باندھنا کیسا؟

سوال:...... جہاز کے سفر کے دوران احرام کیسے باندھا جائے؟

جواب:...... چونکہ (اسلام آباد، لاہور، ملتان یا کراچی سے ہوائی جہاز پہ سوار ہوں تو) میقات راستہ میں پڑتا ہے اور جہاز میں اس (میقات) کا پتہ نہیں چلتا اسی لئے جہاز میں بیٹھنے سے پہلے ہی احرام باندھ لیا جائے۔

اگرچہ ہمارا میقات یلملم ہے لیکن ہوائی جہاز پر معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں ہے اور کب آئے گا اسی لئے ہوائی جہاز والوں کو احرام گھر سے یا کراچی ایئرپورٹ سے باندھ لینا چاہیے۔

بعض احرام کی نیت کر لیتے ہیں لیکن احرام کے کپڑے سامان میں چلے جاتے ہیں پھر وہ جدہ پہنچ کر احرام باندھتے ہیں اس طرح سے دَم لازم آجاتا ہے اس کی صورت یوں ہے کہ احرام نہیں باندھا تو نیت یوں کرلے کہ میں جدہ جارہا ہوں وہاں جاکر ہی عمرہ کا پروگرام بناؤں گا اس طرح سے دَم لازم نہ ہوگا۔

بعض حضرات احرام باندھ لینے کے بعد گپ شپ یا فضول گفتگو میں وقت گزارتے ہیں، چاہیے یہ کہ اب لبیک کی کثرت کی جائے یا کوئی اور ذکر ورد زبان ہو بالخصوص صلوٰۃ وسلام کثرت سے پڑھا جائے۔

فقط عندی ھذا الجواب واللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ

ہوائی جہاز میں وضو اور نماز کیسے پڑھیں؟

سوال:......اُڑتے ہوئے ہوائی جہاز میں وضو کیسے کریں؟ اور اگر نماز کا وقت ہو جائے تو نماز کیسے پڑھیں؟

جواب:...... جہاز میں پانی کا تو انتظام ہوتا ہے مگر نل ایسے ہوتے ہیں جن کو دبانے سے پانی نکلتا ہے لہٰذا وضو میں کافی دشواری ہوتی ہے اس لئے یا تو کسی کا تعاون حاصل کریں تا کہ وہ نل کو دبائے اور آپ دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر آسانی سے وضو کر سکیں یا پھر سفر میں لوٹا اپنے ساتھ رکیں۔

اُڑتے جہاز میں اگر وقت جانے کا خطرہ ہے تو جس طرف قبلہ کا رُخ معلوم ہو سکے کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیں پھر منزل مقصود تک پہنچنے کے بعد جہاز میں ادا کردہ نماز کی قضاء کریں۔

اور اگر وقت نکل جانے کا خوف نہ ہو تو جہاز سے اتر کر اطمینان اور تسلی سے نماز پڑھیں۔

اور جہاز میں نہ سمت صحیح نہ استقرار اسی لئے وقت پر جہاز میں نماز پڑھ لی جائے پھر جہاز سے اترنے کے بعد اس کا اعادہ ضروری ہے۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''تحفۃ الاخیار فی السفر واقطار'' میں دیکھئے۔

فقط عندی ھذا الجواب واللّٰہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

عورت چار شادیاں کیوں نہیں کر سکتی؟

حضرت قبلہ مفتی مولانا فیض احمد اُویسی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی!

سوال نامہ ڈنمارک سے موصول ہوا ہے اگر جواب عنایت فرمادیں تو ادارہ اس کرم پر مشکور ہوگا۔ والسلام

نعیم احمد رضوی آفس سیکرٹری

ورلڈ اسلامک مشن پاکستان ۵۰۲-۵۰۳

ریجنسی مال شاہراہِ عراق صدر ۷۴۴۰۰ کراچی ۰۳

سوال:......اسلام میں کثیر الازدواجی (POLYAMY) کی اجازت کیوں ہے؟ اور (POLYANDRY) یعنی، عورت کے لئے بیک وقت زیادہ شادیاں کیوں منع ہیں؟ اگر مسئلہ اولاد کی شناخت کا ہے تو یہ خون کے ایک سادہ سے ٹیسٹ سے حل کیا جاسکتا ہے عورتیں بھی چار شادیوں کا مطالبہ کریں تو ان کو مطمئن کرنے کے کیا دلائل ہیں عورتوں میں انصاف رکھنے کا تصور ہی ہے یا عملی صورت بھی؟

جواب:......بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ۔اَمّابعد!

اسلام کے نام لیواؤں اور اس کے عُشاق کا کام ہے کہ جو شاہراہ حضور بانیٔ اسلام ﷺ نے بتادی ہے اسی میں اپنی نجات سمجھیں اور بس، عقل وفہم میں آئے یا نہ۔ اس لئے کہ عاشقانرا بدلیل چہ کار۔ یعنی عاشقوں کو دلیل سے کیا کام۔

ہاں! اسلام کا مخالف اور دشمن۔ اس نے تو ماننا ہی نہیں پھر عقلی گھوڑے دوڑانے کا کیا فائدہ۔ البتہ خالی الذھن شخص اچھی بات سُن کر اس کی اچھائی قبول کرنے میں اپنی عافیت سمجھتا ہے اس کے لئے ہم بھی اپنی استعداد کے مطابق افہام وتفہیم (سمجھانے) کی جدوجہد کرتے ہیں ورنہ نظامِ اسلام کا ہر شعبہ ہمارے وہم وفہم سے بالاتر ہے فقیر آپ کے سوالات کے مختصر جوابات بھیج رہا ہے خدا کرے بجاہِ حبیبہ الکریم ﷺ فقیر کی محنت رنگ لائے۔

کثرتِ ازدواج:

یہ تو اسلام کے مخالفین کو بھی تسلیم ہے کہ مذہب اسلام ایک نہایت ہی ستھرا و پاکیزہ دین ہے وہ بے حیائی اور بُری باتوں کا سخت مخالف ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

......﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ﴾ الآیۃ (الاعراف: ۲۸/۷)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ (کنز الایمان)

اور ارشاد فرمایا کہ:

......﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ﴾ الآیۃ (العنکبوت: ۴۵/۲۹)

ترجمہ: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ نے زنا کو جو حرام فرمایا ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ نسب محفوظ رہ سکے ورنہ پتہ ہی نہ چل سکے گا کہ بچہ کس کا ہے اور ابوت (باپ ہونے) کی نسبت کس کی طرف کی جائے اور کس کی طرف نہیں؟ اگر ایک عورت سے متعدد مردوں کا نکاح جائز ہو سکتا تو وہی قباحت یہاں بھی ہوتی نتیجتاً یہ پتہ نہ چل سکتا کہ یہ بچہ کس کا ہے؟ اور انسان کے لئے سب سے بڑی بے عزتی یہی ہے کہ وہ ولد حرام کہلائے۔ اسلام کا احسان عظیم ہے کہ اس نے انسان کو ایسی بڑی ذلت سے بچایا۔

سیدنا حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے زمانے میں کچھ عورتوں نے اتفاق کر کے چار چرب زبان (شیریں زبان) عورتوں کو اپنا نمائندہ منتخب کیا کہ وہ جا کر حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) سے دریافت کریں کہ امیر المؤمنین! جب ایک وقت میں ایک مرد چار عورتیں رکھ سکتا ہے تو ایک عورت چار مرد کیوں نہیں رکھ سکتی؟ اسلام ایک عادل مذہب ہے کیا یہ عورتوں پر ظلم نہیں کرتا؟ حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے ان کی شرارت کو بھانپ لیا اور آپ نے زبانی کلامی جواب دینے کے بجائے ایک صاف شیشی منگوائی اور چاروں عورتوں کو الگ الگ پانی دے کر فرمایا اپنا اپنا پانی اس میں ڈالو۔ جب وہ تعمیلِ ارشاد کر چکیں تو آپ نے ارشاد فرمایا "اپنا اپنا پانی پہچانو! انہوں نے اچنبھے سے کہا "یا امیر المؤمنین! پانی کی ہیئت تو ایک ہی طرح ہے اور اس کی ماہیئت بھی ایک تو اس کا پہچاننا کیوں کر ممکن ہوگا؟"

حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے فرمایا "بس یہیں ٹھہر جاؤ" مادہ منویہ کی ہیئت بھی ایک ہی طرح کی ہوتی ہے اور اس کی ماہیئت بھی ایک، ایسا نہیں کہ کالے مرد کا مادۂ تولید کالا اور گورے مرد کا مادہ سفید ہو، تو جس طرح ایک شیشی میں اپنے اپنے پانیوں کو شناخت کرنا محال ہے اسی طرح جب

ایک رحم کے اندر متعدد آدمیوں کی منی جمع ہوگی جس سے استقرار حمل (حمل قائم) ہوگا پھر جب بچہ پیدا ہوگا تو اس کی پہچان بھی ناممکن اور اس کی نسبت کا تعین محال ہو جائے گا، بات معقول تھی سب عورتوں کی سمجھ میں آگئی اور وہ خوش خوش لوٹ گئیں۔

ازالہ وہم:

یہ تصور کہ اگر مسئلہ اولاد کی شناخت کا ہے اور یہ تو خون کے ایک سادہ سے ٹیسٹ سے حل کیا جا سکتا ہے؟

یہ بھی غلط ہے کہ یہ عارضی بھی ہے اور ہمہ گیر بھی نہیں اس لئے کہ اس سے تو، قیافہ (ایک علم جس میں خد و خال اور علامات سے شئی کو پہچان لیتے ہیں) مضبوط اور دائمی ہونے کے علاوہ ہمہ گیر بھی ہے کہ قیافہ دان ہر دور اور ہر جگہ مل جاتے ہیں۔ اس میں نہ علم کی ضرورت اور نہ ہی دنیاوی دولت خرچ کرنی پڑے لیکن اسلام نے اسے بھی قبول نہیں کیا تو ٹیسٹ غریب کو کون پوچھے؟ جب کہ یہ عارضی ہے بایں معنیٰ کہ عمر اور صحت و مرض اور اوقات اور علاقہ جات اور غذا و ہوا سے اس میں تغیُّر و تبدل ہوتا رہتا ہے علاوہ ازیں ٹیسٹ کا دور اب شروع ہوا ہے وہ بھی پڑھے لکھے لوگوں میں اور وہ جس بہت بڑی تعلیم کے بعد کسی قسمت والے کو کوئی سمجھ آجائے تو، ورنہ اکثر ایسی تعلیم پر جائداد لٹانے کے باوجود اسی طرح کورے کے کورے اور اسلام کی تعلیمات ہمہ گیر ہونے کے علاوہ عارضی نہیں دائمی، علاقائی نہیں ہرجائی ہیں کہ ہر زمان و مکان اور ہر ایک امیر و غریب کو کام آسکیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ﴾ الآیۃ (البقرۃ:۲/۱۸۵)

ترجمہ: اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے، اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ (کنز الایمان)

اور شادی کا اصل مقصد اولاد ہے اور پھر اس کی عزت و وقار اور بھی زیادہ اہم ہے اور اس کا تحفظ جتنا مضبوط طریقے سے اسلام نے فرمایا ہے اس کے علاوہ اور کسی دین میں نہ ملے گا اس کے علاوہ بھی فقیر مزید دلائل قائم کر سکتا ہے اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہے مزید تفصیل و تحقیق اپنی تصنیف ''کثرۃ الازواج'' میں لکھ دی ہے۔

فقط عندی هذا الجواب واللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

جون ۱۹۹۲ء سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

عربوں کی طرز پر اذان کا حکم؟

سوال:...... نجدیوں کے مقرر کردہ موذن جس طرز و انداز پر اذانیں دیتے ہیں کیا ان موذنوں کی سُر تال پر ادا کردہ اذانیں اہلسنّت کے آئمہ عظام کو جائز ہیں؟ فقیر نے ان موذنوں سے عرض کیا کہ "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ." یعنی، جو جس قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ اُن ہی میں سے ہے۔

اگر ہم سعودی موذنوں کی طرز پر اذانیں دیں گے تو ہم انہیں میں سے شمار ہوں گے۔ ازراہ نوازش فرمائیں کہ سعودی موذنوں کی طرز اور سُر تال پر اذانیں دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو ہم کس عقوبت (عذاب) کے سزاوار ہوں گے؟

عبدالنبی النور، عبدالکریم معذور، ساکن کہروڑ پکا وارڈ نمبر ۲ ضلع لودھراں

جواب:...... وہ سُر تال جس میں حروف میں زیادتی اور نقصان پیدا ہو جائے کہ اس سے معنی میں تبدیلی ہو، ناجائز ہے ورنہ جائز۔

تشبہ وہ ناجائز ہے جو کہ کسی گروہ کا خاص شعار ہو جبکہ اذان عربی نجدیوں کا شعار نہیں بلکہ تمام عرب اسی طرح اذان پڑھتے چلے آرہے ہیں یہاں تک کہ اب کے موذن سے پہلے بخاری صاحب موذن کو اذان سے اسی لہجہ کی وجہ سے ہٹایا اسی لئے یہ نجدیوں کا شعار نہیں عربوں کا ہے اگر کسی علاقہ میں گمراہی کا خطرہ ہو کہ عوام صرف اور صرف اسی لہجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں تو ایسے مخصوص علاقہ کے موذنین کو احتراز لازمی ہے ورنہ جس قدر لوگ صرف اور صرف اسی وجہ سے گمراہ ہوں گے اس کا گناہ اسی موذن پر ہوگا۔

فقط عندی هذا الجواب واللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۹ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ / سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ٹیلی ویژن، ویڈیو اور وی سی آر (فلم) دیکھنا کیسا ہے؟

سوال:...... ٹیلی ویژن، وڈیو دیکھنا کیسا ہے؟

جواب:...... ناجائز ہے اس لئے کہ اس میں لہو ولعب کے علاوہ فحش تصاویر وغیرہ ہوتی ہیں اگر کوئی صرف اسلامی امور کو دیکھنے کا بہانہ بناتا ہے تو وہ بھی غلط ہے اس لئے کہ جو آلہ لہو ولعب کا ہو اس سے کسی اسلامی امر کا بہانہ بنانا صحیح نہیں ہے اس لئے فلم حج کا دیکھنا بھی ممنوع قرار دیا گیا اس لئے کہ فلم آلہ لہو ولعب ہے تو پھر اس پر حج کے بہانے کیسے؟ ایسے ہی ٹیلی ویژن ویڈیو عموماً لہو ولعب اور فحش وغیرہ کے لئے مستعمل ہوتے ہیں اس اعتبار سے انہیں دیکھنا ممنوع ہے اور تصاویر وغیرہ جب شرعاً ممنوع ہیں تو پھر ممنوع کسی جائز ارادہ سے جائز نہیں ہو جائے گا۔ فقیر کا اس موضوع پر ایک ضخیم رسالہ ہے، بنام، ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا؟ (مطبوعہ قطب مدینہ پبلشرز، کراچی) اس کا مطالعہ فرمائیں۔

فقط عندی هذا الجواب واللہ تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۳ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا جائز ہے یا ناجائز؟

سوال:...... کیا اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا جائز ہے بعض شعراء کے کلام میں وارد ہوا ہے؟

جواب:...... دورِ حاضرہ میں الحمد للہ نعت خوانوں اور شعراء کی بہتات (کثرت) ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اپنے حبیب ﷺ کی شان بلند وبالا کے لئے بہت اسباب بنائے ہیں لیکن جو نعت خواں اور شعراء حدودِ شرعیہ سے چھلانگ لگا رہے ہیں انہیں اپنی عاقبت بخیر (حسن آخرت) کی فکر کرنی چاہیے۔

داڑھی منڈوانا اور اشعار لکھنا اور دنیاوی لالچ میں صرف اسی کو پیشہ بنانا بجائے فائدے کے خود کو مجرموں میں شامل کرنا ہے اگر صرف اور صرف رضائے خدا و مصطفےٰ (عزوجل و ﷺ) مدنظر ہو تو سیدنا حسان رضی اللہ عنہ اور دیگر مدّاحینِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھنا نصیب ہوگا۔

اللہ پر لفظِ عاشق کا اطلاق ناجائز ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی (قدس سرہ) سے سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو عاشق اور حضور پُرنور سرورِ عالم ﷺ کو معشوق کہنا کیسا ہے؟

اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں ''ناجائز ہے کہ معنیٔ عشق، اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہیں اور ایسا لفظ بے وُرود ثبوت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی ہے۔[1]

لو قيل أنا اعشق الله أو يعشقني فمبدع.

یعنی، اگر کہا جائے کہ میں اللہ کا عاشق ہوں یا کہے میں اللہ تعالیٰ کا معشوق ہوں تو ایسا شخص بدعتی ہے۔

چونکہ زمخشری معتزلی بدمذہب ہے اس کا مذہب جواز کا ہے اگر کسی سُنی شاعر کو اس بدمذہب کے ساتھ قیامت میں اٹھنے کا شوق ہو اور اس کا مذہب پیارا لگتا ہو تو بے شک کہے دورِ حاضرہ میں

---

[1] فتاوی رضویہ، مع التخریج، جلد (۲۱) کتاب الحظر والإباحة، باب إعتقادات وسیر، صفحہ ۱۱۴، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور

کچھ شعراء جاہل ہونے کے ساتھ ساتھ ضدی بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ عشق لفظ محبت کے معنی میں ہے جب اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ محبت وحُب بولنا جائز ہے تو پھر اس پر لفظِ عشق کیونکر نا جائز ہے؟

اس کا جواب یہی ہے کہ یہی دلیل اسی بدمذہب زمخشری نے دی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ دلیل ایسے شاعروں کے دلوں میں ابلیس نے ڈالی ہے ورنہ ان جاہلوں کو کیا معلوم کہ زمخشری کون تھا۔

زمخشری کی دلیل:

زمخشری نے ''تفسیر کشاف'' میں بطور دلیل لکھا ہے کہ

ثم اِذا ثبت إجراء محبة العبد للّٰه تعالیٰ علیٰ حقیقتها لغة فالمحبة فی اللغة إذا تاکّدت سمیّت عِشقاً الخ

یعنی، جب اللہ تعالیٰ پر لغت میں حقیقی معنی پر محبت کا اطلاق جائز ہے تو عشق بھی جائز ہے کیونکہ محبت زیادہ مؤکد ہو تو وہ عشق ہی ہے۔

بہر حال! ہمارے علماء احناف وشوافع وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے اس لفظ کے اطلاق کی سخت مخالفت فرمائی ہے اس کے رَد میں تصریح ہے چنانچہ ''الانتصاف'' میں علامہ احمد بن محمد بن المنیر نے زمخشری کی خوب خبر لی اور اس اطلاق کا انکار استاذ الحرمین علامہ ابنِ حجر مکی (قدس سرہ الاعلام) سے بھی منقول ہے۔

فقط عندی ھذا الجواب واللّٰه تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۹ شوال المکرّم ۱۴۱۵ھ / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

حلال جانوروں کی اُوجھڑی کھانا کیسا؟

سوال:......تمام حلال جانوروں کی اُوجھڑی کھانا کیسا ہے؟

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) نے ''ملفوظات'' میں اُوجھڑی کو صرف مکروہ لکھا ہے، مفتی جلال الدین امجدی صاحب ''فتاویٰ فیض الرسول'' میں مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔

جامعہ رضویہ فیصل آباد کے مفتی محمد اسلم صاحب نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے صرف مکروہ لکھا ہے جس سے مکروہ تنزیہی مراد ہے۔

اور جامعہ مظہر الاسلام بریلی شریف کے مفتی محمد ہاشم یوسفی کا فتویٰ بھی دیکھا جس میں انہوں نے بھی مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

انہوں نے ''کفل الفقیہ'' کا حوالہ بتایا کہ فقہاء جس چیز کو صرف مکروہ فرمائیں وہ تحریمی ہے ہمارے علاقے کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم عرصہ دراز سے اُوجھڑی کھا رہے ہیں آج تک کسی نے حرام نہیں کہا آپ برائے کرم واضح فرمائیں کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

دعا گو: مراد علی نقشبندی قادری فخر آباد فیصل آباد

جواب:......عزیز محترم! سلام، فقیر اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر مختصراً عرض کر رہا ہے خدا (عزوجل) کرے کہ سمجھ آجائے بات وہی صحیح ہے جو مفتی جلال الدین امجدی صاحب اور مفتی محمد ہاشم یوسفی صاحب نے لکھی ہے کہ اُوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ مفتی محمد اسلم صاحب کا اجتہاد درست نہیں ان کا رَد اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کے حوالہ جات سے مفتی جلال الدین امجدی صاحب نے اپنے فتاویٰ میں لکھ دیا ہے [1] مزید تردید کی ضرورت نہیں ہے عوام کا اعتراض بجا ہے لیکن سابق ادوار پر نظر دوڑانے سے واضح ہوگا کہ بہت سے مسائل کراہت کی زد میں ہوتے ہیں علماء کرام سے عوام پوچھنے کی زحمت نہیں کرتے جب وہ عام مروّج ہو جاتے ہیں تو کسی عالم دین کے انتباہ پر عذر

[1] فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم، کتاب الذبح، ص ۴۳۲، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور

نامعقول کرتے ہیں پھر بعض قلیل المطالعہ علماء بھی ان کا ساتھ دینے لگ جاتے ہیں اس پر سخت نزاع تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہ بات نہ صرف اُوجھڑی میں ہے بلکہ پہلے بھی بہت سے مسائل میں عوام کے ایسے اعتراض سننے میں آئے مثلاً اذان جمعہ خطیب کے سامنے ہو، اعلیٰ حضرت نے فرمایا مسجد کے باہر ہو لیکن فضلائے دیوبند بلکہ خود بعض علمائے اہلسنت نے نہ صرف اختلاف کیا بلکہ اعلیٰ حضرت پر سنگین مقدمہ کھڑا کر دیا جو ایک عرصہ تک شاہ بریلی شریف گورنمنٹ برطانیہ کی پکڑ دھکڑ کا نشانہ بنے رہے یہ تو دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست (یعنی دشمن کیا کرے جب دوست مہربان ہو جائے) کا کرشمہ ہوا کہ اُلٹا اس دوران امام احمد رضا فاضل بریلوی (قدس سرہ) کے اعزاز واکرام میں اضافہ ہوا اور نہ صرف گورنمنٹ برطانیہ رسوا ہوئی بلکہ آپ کے حاسدین کو بھی منہ کی کھانی پڑی شاید امام احمد رضا فاضل بریلوی (قدس سرہ) نے انہی حوادث کے پیش نظر کہا ہے ؎

اک طرف اعدائے دین اک طرف ہیں حاسدین

بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

اس کی مکمل تفصیل فقیر اُویسی غفرلہ نے ''شرح حدائق بخشش'' جلد (۵) مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ ،بہاول پور، میں عرض کی ہے۔ کچھ یہی حال بیٹھ کر اقامت سننے کا ہے جب کہ وہابی غیر مقلدین اور دیوبندی تا حال مخالف ہیں جب کہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) نے احادیث اور فقہائے احناف کی تصریحات سے مسئلہ واضح فرمایا ہے۔

فقیر اُویسی غفرلہ نے امام احمد رضا فاضل بریلوی (قدس سرہ) کے فیض سے رسالہ ''الفلاح'' مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور، لکھا ہے اور بار بار چھپا اور چھپ رہا ہے۔ لیکن بہت سے بوڑھے سُنّی اور نیم خواندہ نمازی یہی کہتے ہیں کہ ۵۰ سال سے ہم کھڑے کھڑے اقامت سنتے آئے ہیں وقت کی قِلّت کے پیش نظر اتنا ہی کافی ہے اس موضوع کو فقیر درجنوں صفحات تک لے جا سکتا ہے صرف مصروفیات کی بنا پر اتنا لکھ دیا ہے اور اہلِ فہم کے لئے اتنا بھی کافی ہے۔

فقط عندی هذا الجواب واللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۰ جمادی الاوّل ۱۴۱۷ھ / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بکثرت عمرے کرنا کیسا؟

سوال:...... کیا بکثرت عمرے کرنا بدعت ہے؟

جواب:...... الحمد للہ ہم بکثرت عمرہ کرنے کو عظیم سعادت سمجھتے ہیں اس ذریعے سے بارگاہِ حبیب ﷺ میں حاضری بھی نصیب ہو جاتی ہے یوں سمجھئے کہ ہماری اصلی غرض تو حاضریٔ طیبہ ہے عمرہ کی سعادت بھی ساتھ ہی نصیب ہو گئی۔

؎ ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے

کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

حج دا ہے بہانہ اے ویکھن سوہنے دا گھر آئیاں

یعنی، حج تو ایک سبب بن گیا ورنہ اصل مقصد تو حبیبِ خدا ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت ہے۔ فقیر اس بہانے کئی حج اور عمرے کر چکا ہے اور آئندہ بھی زندگی بسر ہو گی تو اسی دھن میں، ان شاء اللہ۔ حضرت حاجی خواجہ غلام فرید (قدس سرہ) نے فرمایا ہے:

؎ کیوں وِسرن یار دے ڈیرے

دم جیندیں کرسوں پھیرے

یعنی، محبوب کی قیام گاہ میں کیسے بھول سکتا ہوں زندگی بھر بار بار حاضر ہوتے رہیں گے یا پھر مستقل طور پر یہاں کی اقامت اختیار کریں گے۔

ہمارے دور میں بعض عناصر کثرت سے عمرے کرنے کو بدعت کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں اور دلیل وہی پرانی ہے کہ بکثرت عمرے کرنا حضور ﷺ اور صحابہ سے ثابت نہیں وغیرہ وغیرہ، ان کا یہ قاعدہ عام ہے اور سراسر غلط ہے اور اگر ان کا یہ قاعدہ تسلیم کر لیا جائے تو دین کے ہزاروں مسائل کو خیر باد کہنا پڑے گا تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ''بدعت ہی بدعت''

مطبوعہ: قطب مدینہ پبلشرز، کراچی، اور بکثرت عمرے کرنا شرعاً جائز بلکہ مستحسن رہے اس پر فقیر کا رسالہ ''کیا بکثرت عمرے بدعت ہیں؟'' کا مطالعہ فرمائیے۔

فقط عندی هذالجواب واللّٰه تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۴ء / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ووٹ دینا کیسا ہے؟

سوال:......دور حاضرہ میں ممبروں کو ووٹ دینا کیسا ہے؟

جواب:......سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کو خلیفۂ وقت نے ایک قلم عطاء کرنے کی استدعا کی آپ نے قلم تیار کردی اس نے قلمدان میں رکھی جب وہ کہیں اٹھ کر گیا تو آپ نے قلم اُٹھا کر توڑ دی۔ واپس آکر پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اسی لئے قلم توڑ دی ہے کہ ممکن ہے تو اس سے کوئی غلط فیصلہ لکھے تو کل قیامت میں مجھ سے سوال ہوگا کہ یہی قلم تو نے دیا اور یہ گناہ پر معاونت ہے تو میں اس کا کیا جواب دوں گا۔

ایسے ہی ووٹ کے استعمال پر اگر یہ کام ممبر یا وزیر یا کوئی اور عہدہ سنبھال لیں اور اس میں غلط کام کریں تو اس کے ان جرائم میں ووٹ دینے والا بھی برابر کا شریک ہے۔

ووٹ انگریز کا دیا ہوا تحفہ (نحوست) ہے خود لفظ ووٹ اس کا شاہد (گواہ) ہے لیکن چونکہ ہمارے مسلمان عوام خود بھی اس مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں طوعاً و کرہاً (اپنی مرضی سے یا زبردستی) اس لئے اس کے متعلق شرعی فیصلہ ضروری ہے۔

ووٹ: ...... یہ بظاہر ایک پرچی ڈالنے کا نام ہے در حقیقت یہ جنت و دوزخ کا ٹکٹ ہے۔ صحیح استعمال کیا تو بہشت کی امید رکھی جاسکتی ہے اگر غلط سمجھ کر یہ پرچی ڈالی تو دوزخ میں جانا ہوگا کیونکہ گناہ کی حمایت بھی گناہ ہے ہاں! وہ معاف کردے تو کریم ہے۔

دوزخ لے جانے والا ووٹ:

جیسا کہ دورِ حاضرہ میں بڑے بڑے امیدوار دین سے دور اور بظاہر عوام کے خیر خواہ ہیں لیکن ازلی دشمن (الاماشاء اللہ) ایک امیدوار بسا اوقات انتخاب کنندگان ووٹر کو دنیاوی لالچ دیتے ہیں ان کے ضمیر کی قیمت لگا کر انہیں خریدتے ہیں برادری، ذات پات کا واسطہ دیتے ہیں قرآن

مجید خود بھی سر پر رکھ کر اعتماد دیتے ہیں اور عوام کی جھولی میں ڈال کر قسمیں دلواتے ہیں۔ حالانکہ سو فیصد فراڈی آدمی ہیں بارہا انہیں آزمایا جا چکا ہے یا علاقائی لحاظ سے یا ویسے ہی بری شہرت سے اسے ووٹ دینا دوزخ کا ایندھن بنتا ہے کیونکہ وہ کرسی لے کر جس قدر گناہ کرے گا وہ پہلے ووٹروں کے کھاتے میں ہوں گے گویا وہ مزے لوٹ گیا اور ووٹروں نے مفت کی سزا پائی۔

ووٹ کی شرعی حیثیت:

(۱) امانت: ووٹ ایک مقدس امانت ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ." [۱] "یعنی جس سے مشورہ لیا جاتا ہے اسے ایک امانت سپرد کی جاتی ہے۔" جس میں خیانت کی اور صحیح مشورہ نہ دیا تو یہ ایک عظیم جرم ہے، امانت اس کے اہل کے سپرد کرنا شریعت میں لازم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

......﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ الآیۃ (النساء: ۵۸/۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔ (کنز الایمان)

حدیث صحیح میں منافق کی علامات میں سے ایک علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ

إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. [۲] یعنی، منافق کو جب امانت سپرد کی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ: "لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهُ" ۔ [۳] یعنی، جو شخص امانت کو صحیح طور پر ادا کرنے کا اہل نہ ہو اس کا ایمان کامل نہیں۔

---

[۱] أخرجه الترمذی فی السنن، فی الأدب، الحدیث رقم ۲۳۲۹، باب إن المستشار مؤتمن، وابن ماجة فی السنن، فی الأدب، الحدیث رقم ۳۷۴۵، باب المستشار مؤتمن، وأحمد فی المسند ۱۷۲/۴، ونقله ولی الخطیب فی المشکاة، فی کتاب الأداب، الحدیث رقم ۵۰۶۲ (۱۰) باب الحذر والتأنی فی الأمور.

[۲] أخرجه البخاری فی صحیحه فی إلایمان، الحدیث رقم ۳۳، باب علامة المنافق.

[۳] أخرجه أحمد فی المسند عن أنس، بلفظ "لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ" ۱۳۵/۳، الحدیث رقم ۱۲۵۶۷.

(۲) شہادت: ووٹ دینا ایک شہادت ہے یا ووٹرز (رائے دھندگان) جسے ووٹ دیتے ہیں وہ درحقیقت اس کی اہلیت کی شہادت دیتے ہیں اور جھوٹی شہادت دینا مومن کی شان کے خلاف ہے۔

......﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ۔﴾ الآیۃ (الفرقان: ۷۲/۲۵)

ترجمہ: اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ (کنز الایمان)

یہ آیت اس پر شاہد وصادق ہے۔ حدیث صحیح میں شرک کے بعد جھوٹی شہادت اور شہادت زُور کو سب سے بڑا گناہ بتایا گیا ہے۔ [۱]

(۳) رکنیت کی سفارش: علاوہ ازیں ووٹ دینا ووٹر کی طرف سے امیدوار کی رکنیت کی سفارش کرنا بھی ہے اور کسی نااہل کی سفارش کرنا گناہ ہے حتیٰ کہ وہ نااہل کے گناہوں اور غلطیوں میں شریک رہتا ہے، ارشادِ ربانی ہے کہ

......﴿مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً سَیِّئَۃً یَّکُنْ لَّہٗ کِفْلٌ مِّنْھَا۔﴾ الآیۃ (النساء: ۸۵/۴)

ترجمہ: جو بُری سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے۔ (کنز الایمان)

بنابریں کسی نااہل کو ووٹ دینا شرعاً گناہ کبیرہ ہے بالخصوص اس وقت تو یہ جرم اور بھی عظیم ہو جاتا ہے جب کہ اس کے عوض رقم لی جائے اور ضمیر فروشی کی جائے یا عصبیتِ قومیت (رشتہ داری) کا جذبہ کارفرما ہو ایسی رقم لینا رشوت ہے اور بتصریحِ احادیثِ نبویہ [۲] واجماع امت رشوت لینا اور دینا سخت

---

[۱] عن حریم بن فاتک، قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلَاۃَ الصُّبْحِ فلما انصرف، قام قَائِمًا، فَقَالَ: عُدِلَتْ شَھَادَۃُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاکِ بِاللّٰہِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أخرجہ أبو داؤد فی السنن، فی الأقضیۃ، الحدیث رقم ۳۵۹۹، باب فی شہادۃ الزُّور، وابن ماجۃ، فی السنن، فی الأحکام، الحدیث رقم ۲۳۷۲. باب: شہادۃ الزور، ونقلہ ولی الخطیب فی المشکاۃ، فی الإمارۃ والقضاء، الحدیث رقم ۳۷۷۹. (۲۲)، باب الأقضیۃ والشھادات۔

[۲] عن عبداللّٰہ بن عمرو، قال۔ لعن رسول اللّٰہ ﷺ الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ، أخرجہ أبو داؤد فی السنن، فی الأقضیۃ، الحدیث رقم ۳۵۸۰، باب فی کراھیۃ الرشوۃ، والترمذی فی السنن، فی الأحکام وزاد" فی الحکم" الحدیث رقم ۱۳۳۷، باب: ماجاء فی الراشی والمرتشی الخ وابن ماجۃ، فی الأحکام، الحدیث رقم ۲۳۱۳، باب: التغلیظ فی الحیف والرشوۃ، وأحمد فی المسند ۲/ ۱۶۴، ورواہ أحمد عن ثوبان فی المسند ۵/ ۲۷۹، والبیھقی فی شعب الإیمان، الحدیث رقم ۵۵۰۳، وزاد "وَالرَّائِشَ" وقال الخطیب فی المشکاۃ، فی الإمارۃ والقضاء، الرائش یعنی یَمْشِیْ بینھما، الحدیث رقم ۳۷۵۴ (۱۱)، باب رزق الولاۃ الخ یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے اور اس پر جو ان دونوں کے درمیان واسطہ بنتا ہے۔ (یعنی تینوں پر لعنت فرمائی)

گناہ ہے اس لئے ابھی سے سوچ لیں کہ ووٹ لینے والے کو جس غرض سے ووٹ دو گے وہی پاؤ گے اگر کسی حیثیت سے وہ صحیح نہیں تو ووٹ دینے سے نہ دینا بہتر ہے۔اور ووٹ دینے کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آپ کے حلقہ میں کوئی امیدوار ایسا ہو جس کے عقائد بھی درست ہوں اور اعمال بھی صالح ہوں اور پھر اس کا تعلق کسی ایسی جماعت سے بھی نہ ہو جس کے نظریات اہلسنت وجماعت کے خلاف ہوں۔

فقط عندی هذالجواب واللّٰه تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۰ جنوری ۱۹۹۷ء / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

یہود ونصاریٰ کے ذبیحہ کا حکم؟

مشین سے ذبح کئے ہوئے جانور کا حکم؟

سوال:......(الف) کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیانِ دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ موجودہ دور کے یہود ونصاریٰ پر اہلِ کتاب کا اطلاق درست ہے یا غلط؟

(ب)......کیا ان کا ذبیحہ اوران سے نکاح ان کے مسلمان ہوئے بغیر جائز ہے یا ناجائز؟

(ج)......آج کل مشینوں کے ذریعہ جو مُرغیاں ذبح کی جاتی ہیں، جب ذبح کرنے والا آرا چلتا ہے تو سامنے ایک مسلمان کھڑا ہوکر بسم اللّٰہِ اللّٰہُ اکبر ؕ پڑھتا رہے اور آرے سے چوزوں اور مرغیوں کے گلے کٹتے رہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آرا اس رفتار سے چلتا ہے کہ دس بارہ چوزے، مرغیاں ایک بار گزر جاتے ہیں جس سے ہر چوزے، مُرغی پر بسم اللّٰہِ اللّٰہُ اکبر ؕ پڑھنا مشکل ہے تو کیا اس صورت میں ذبح ہونے والے چوزے مُرغیاں، بھیڑیں، گائیں وغیرہ حلال ہوں گی یا حرام؟ بحوالہ جواب دیتے ہوئے ممنون فرمائیں۔ نیز آرا (بلیڈ) مشین چلانے والا آپریٹر بھی عیسائی ہو اور اگر مسلمان ہو تو پھر کیا حکم ہے؟

محمد صفدر علی سلیمانی برطانیہ

جواب:......الجواب منه الهدية والصواب

بسم الله الرحمٰن الرحيم. نحمده ونصلّي ونسلّم علىٰ رسوله الكريم.

دورِ حاضرہ میں ہر مسئلہ کو خود بخود الجھایا جارہا ہے ورنہ ہمارے اکابر ہر مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح طور لکھ گئے اور آنے والی نسلوں کے لئے اصول وضوابط تحریر فرماگئے لیکن جو خود اپنا اجتہاد کرتے ہوئے ان اصولوں سے ہٹ کر اسلام کو بدنام کرے تو اس کی شومیٔ قسمت ہے،

مذکورہ بالا سوالات کے جوابات حاضر ہیں۔

۱)...... موجودہ دور میں جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے یہود و نصاریٰ وہ اہلِ کتاب نہیں جن کا ذکر قرآن مجید واحادیث مبارکہ میں ہے ان کے اکثر دہریہ کیمونسٹ مرتد ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں یعنی اہلِ کتاب کا ذبیحہ اوران کی عورتیں مسلمانوں کو حلال ہیں بشرطیکہ وہ اہلِ کتاب رہیں۔ موجودہ عام انگریز اور دہریہ خدا کے منکر ہو چکے ہیں لہٰذا نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے نہ عورتیں بلکہ اب تو عام انگریز ذبح کرتے بھی نہیں نیز مسلمان عورت کا نکاح کتابی مرد سے حرام ہے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی (قدس سرہ العزیز)

یہی سوال امام احمد رضا فاضل بریلوی ومجدد برحق رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۴۰ھ) سے ہوا۔ ''یہ جو اکثر کتب دینیہ میں لکھا ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ درست ہے تو آج کل یہود و نصاریٰ جو ہیں ان کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں؟''

امام احمد رضا فاضل بریلوی ومجدد برحق (رضی اللہ عنہ) اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

الجواب:...... ''شک نہیں کہ یہ نصاریٰ الوہیت وابنیت، عبداللہ وابن امتہ، سیدنا مسیح ابن مریم (علیہ السلام) کی صاف تصریح کرتے ہیں، جو نصاریٰ ایسے ہیں اور یو ہیں وہ یہود کہ ابنیت عبداللہ عزیر (علیہ السلام) مانیں، ان کا ذبیحہ حلال ہونے میں ہمارے ائمہ کا اختلاف ہے، جمہور مشائخ جانبِ حُرمت گئے اور کہا گیا کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ اور بکثرت محققین تحقیقِ جواز فرماتے ہیں، یہی ظاہر الروایۃ، اور یہی اقوی من حیث الدلیل ہے، وقد حققناہ فی فتاونا بما یتعین المرجعۃ إلیہ، (اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کردی ہے اس کی طرف مراجعت کی جائے۔) ''مستصفی'' میں ہے فی ''مبسوط'' شیخ الاسلام یجب أن لا یاکلوا ذبائح أھل الکتاب إذا اعتقدوا أن المسیح إلہ، وإن عزیر إلہ، ولا یتزوّجوا نسآءھم وقیل علیہ الفتوی لکن بالنظر إلی الدلائل ینبغی أن یجوز الأکل والتزوّج، (یعنی، شیخ الاسلام کی ''مبسوط'' میں ہے

جب اہل کتاب کا عقیدہ ہو کہ مسیح (علیہ السلام)، اللہ ہے، تو ان کے ذبیحہ کومت کھاؤ اور ان کی عورتوں سے نکاح نہ کرو، اور یوں اگر عزیر (علیہ السلام) کو الٰہ کہتے ہوں، بعض کے نزدیک اس پر فتویٰ ہے، لیکن دلائل کی روشنی میں کھانا اور نکاح کرنا جائز ہے۔) درمختار میں ہے **صح نکاح کتابية ،وإن اعتقدوا المسيح الهاً وكذاحل ذبيحتهم على المذهب ،بحر** اھ (یعنی، کتابیہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ وہ مسیح کے الٰہ ہونے کا عقیدہ رکھے یونہی ان کا ذبیحہ بھی مذہب میں جائز ہے) مختصر اً ہاں کراہت میں شک نہیں کہ جب بے ضرورت کتابی خالص کے ذبیحے کو علماء ناپسند فرماتے ہیں، تو یہ بدتر درجے میں ہیں، "فتح القدیر" میں ہے **يجوز تزوّج الكتابيات والأولىٰ أن لايفعل ، ولايأكل ذبيحتهم إلا للضرورة** ، (یعنی، کتابی عورتوں سے نکاح جائز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ نہ کیا جائے اور ان کا ذبیحہ نہ کھایا جائے ماسوائے ضرورت کے) "مجمع الانہر" میں ہے **النصارى فى زماننايصرّحون بالإبنية قبحهم الله تعالىٰ .وعدم الضرورة متحقّق، والإحتياط واجب ، لأن فى حل ذبيحتهم اختلاف العلماء ، كما بيّناه فالأخذبجانب الحرمة أولى عند عدم الضرورة ۔**

(یعنی، یا ہمارے زمانے کے نصرانی، عیسیٰ (علیہ السلام) کی ابنیت کی تصریح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قبیح کرے، ضرورت بھی متحقق نہیں ہے اور احتیاط واجب ہے کیونکہ ان کے ذبیحہ کے حلال ہونے میں علماء کا اختلاف ہے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ضرورت نہ ہو تو حرمت کی جانب کو ترجیح ہے۔) یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ ذبح بطور ذبح کریں، اور وقتِ ذبح خالص اللہ (عزوجل) کا نام پاک لیں، مسیح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا نام شریک نہ کریں اگرچہ دل میں مسیح ہی کو خدا جانیں، بالجملہ نہ قصداً تکبیر چھوڑیں نہ تکبیر میں شرک ظاہر کریں، ورنہ جو ذبیحہ ان شرائط سے خالی ہو وہ تو مسلمان کا بھی حرام و مردار ہوتا ہے، چہ جائیکہ کتابی، "ردالمحتار" میں ہے۔ **لاتحل ذبيحة من تعمّد ترك التسمية مسلماً أو كتابياً لنص القرآن** ، (یعنی، قصداً بسم اللہ کو ترک کرنے والے کا ذبیحہ حلال نہیں ہے، وہ مسلم ہو یا کتابی، قرآن کی نص کی بناء پر) "درمختار" میں ہے۔ **شرط كون الذابح مسلماً أو كتابياًذمياً أوحربياً إلاإذا سمع منه عندالذبح ذكر المسيح** ، (یعنی، ذبح کرنے والے کا مسلمان یا کتابی ذمی یا حربی ہونا شرط ہے، ہاں اگر ذبح کے وقت ان سے مسیح کا نام سنا جائے تو ناجائز ہے) "ردالمحتار" میں ہے۔ **ولوسمع منه**

ذکر اللّٰہ تعالیٰ لکنّہ عنی بالمسیح ، قالوا یو کل إلا إذا نصّ فقال باسم اللّٰہ الذی ھو ثالث ثلٰثۃ (ھندیہ)(یعنی، اگر عیسائی سے اللہ تعالیٰ کا نام سنا لیکن اس سے مراد اس نے مسیح لیا تو فقہاء نے فرمایا کھا لیا جائے، ہاں اگر صراحۃً ''باسم اللہ جو کہ تین کا تیسرا ہے'' کہیں تو نہ کھائیں)[1]

''نصاریٰ کے زمانہ کا حال معلوم ہے کہ نہ وہ تکبیر کہیں نہ ذبح کے طور پر ذبح کریں، مرغ وپرند کا تو گلا گھونٹتے ہیں، اور بھیڑ بکری کو اگر چہ ذبح کریں رگیں نہیں کاٹتے، فقیر نے بھی اسے مشاہدہ کیا ہے۔''

مشاہدہ امام احمد رضا فاضل بریلوی (قدس سرہ)

آپ اپنا مشاہدہ بھی اسی فتاویٰ کی اسی جلد میں درج فرماتے ہیں کہ:

''ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ میں کپتان کی ملک سے سمور کا ایک مینڈھا جہاز میں دیکھا جسے وہ چالیس روپے کی خرید بتاتا تھا۔ مول لینا چاہا، کہ گوشت درکار تھا، نہ بیچا اور کہا جب ذبح ہوگا گوشت کا حصّہ خرید لینا، ذبح کیا تو گلے میں ایک کروٹ کو چھری داخل کردی تھی رگیں نہ کاٹیں، اس سے کہہ دیا گیا کہ اب یہ سوئر ہے، ہمارے کسی کام کا نہیں، بلکہ نصاریٰ کے یہاں صد سال سے ذبح شرعی نہیں، ''فتاویٰ امام قاضی خان'' میں نقل فرمایا۔ النصرانی لاذبیحۃ لہٗ وإنمایأ کل ھو ذبیحۃ المسلم ویخنق ، (یعنی، نصرانی کا ذبیحہ ہی نہیں، وہ مسلمان کا ذبیحہ کھالیتا ہے، اور وہ جانور کا گلا گھونٹتا ہے۔) تو نصاریٰ زمانہ کا ذبیحہ ضرور حرام ہے یہود کا حال معلوم نہیں اگر اُن کے یہاں بھی ترک تکبیر یا ذبح کی تغیر ہو تو حکمِ حُرمت ہے ورنہ بے ضرورت ناپسندی وکراہت [2]، واللّٰہ سبحنہ وتعالیٰ أعلم. [2]

مضمون کو طوالت سے بچا کر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ اکثر محققین ہر صدی میں یہی کہتے چلے آرہے ہیں کہ نصاریٰ کے یہاں صدہا سال سے ذبح شرعی نہیں، امام احمد رضا فاضل بریلوی (قدس سرہ) نے امام قاضی خان (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول اسی لئے نقل فرمایا کہ صدہا سال سے نصرانی ذبح کرتے نہیں جب ان کے ہاں ذبح شرعی نہیں تو پھر ان کا ذبیحہ کیسے حلال سمجھا جائے؟ اور تمام اَدوار

---

[1] فتاویٰ رضویہ مع التخریج جلد (۲۰): کتاب الذبائح، صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۸، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن ، لاھور.

[2] فتاوی رضویہ مع التخریج جلد (۲۰)، کتاب الذبائح، صفحہ ۲۴۹، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاھور.

سابقہ میں تو انہیں مرتد، دہریے کمیونسٹ بلکہ ہر مذہب سے آزاد کہا جارہا ہے۔لیکن ہمارے دَور میں انہیں خواہ مخواہ اہلِ کتاب میں شامل کر کے دینِ اسلام کے نام لیواؤں کو ورطۂ حیرت میں ڈالا جارہا ہے جب کہ اَدوارِ سابقہ کی بہ نسبت ہمارا دَور پُرفتن ہے بلکہ وہی نصاریٰ دین سے ایسے منحرف ہیں کہ جن سے خود اُن کے اپنے رہنما نالاں (ناراض) ہیں اِدھر مسلمانوں کے بعض رہنماؤں کا یہ حال ہے کہ انہی بے دینوں اور کیمونسٹ، دہریوں کو کتابی بنا کر اہلِ اسلام پر زبردستی تسلیم کرانے پر مجبور کررہے ہیں اور اسے اجتہاد کا رنگ دے کر اُن کی ہر غلط بات کو اسلامی ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

ذبیحۂ کتابی کا حکم :

اگر واقعی شرعی اصول پر کوئی اہلِ کتاب ذبح کرتا ہے تو اس کے لئے بھی شرائط ہیں۔حضرت صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۳۶۷ھ)[1] لکھتے ہیں کہ

کتابی کا ذبیحہ اس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذبح کیا ہو اور یہ معلوم ہو کہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا اور ذبح کے وقت حضرت مسیح (علیہ السلام) کا نام لیا اور مسلمان کے علم میں یہ بات ہے تو جانور حرام ہے اور اگر مسلمان کے سامنے اس نے ذبح نہیں کیا اور معلوم نہیں کہ کیا پڑھ کر ذبح کیا جب بھی حلال ہے۔لیکن امام احمد رضا فاضل بریلوی (قدس سرہ) نے نصاریٰ کی لااُبالیوں (بے پرواہیوں) اور دین سے دُوری کے سبب مطلقاً حرام قرار دیا اور اگر کوئی کتابی شرعی اصول کے مطابق بھی ذبح کرے تب بھی اس سے بچنے کا مشورہ دیا ہے لیکن ہمارے دور کے ٹیڈی مجتہدین اُلٹا ان بے دینوں، دہریوں، کیمونسٹ قسم کے آزاد خیالوں کو زبردستی اہلِ کتاب بنا کر حرام کو حلال ثابت فرمارہے ہیں۔

ذبح میں دُوسری وجوہ :

ذبح کرنے والا بسم اللّٰہ اللّٰہُ اکبر ودیگر ایسے الفاظ خود پڑھے اور معاون کو بھی حکم ہے لیکن جب ذبح کرنے والا عاجز ہو تو معاون ساتھ ہو تو اس پر بھی بسم اللّٰہ اللّٰہُ اکبر پڑھنا

---

[1] بہار شریعت ج (۱۵) ص ۷۴ باب: ذبح کا بیان، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

ضروری ہے۔ اگر ذابح یا معاون عمداً بسم اللہِ اللّٰہُ اکبر پڑھنا چھوڑ دے گا تو ذبیحہ حرام ہے۔

اگر صرف جانور کو قابو کرنے کے لئے معاونت کر رہا ہے تو پھر معاون پر بسم اللّٰہِ اللّٰہُ اکبر وغیرہ پڑھنا ضروری نہیں۔

اگر یکجا ذبح کرنا ہے تو ہر مذبوحہ جانور پر علیحدہ علیحدہ بسم اللّٰہِ اللّٰہُ اکبر کہنا ضروری نہیں ہے چنانچہ "درمختار" میں ایک صورت لکھی ہے کہ دو بکریوں کو نیچے اُوپر لٹا کر دونوں کو ایک ساتھ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا دونوں حلال ہیں۔

اہلِ کتاب کے متعلق دورِ حاضرہ میں کسی کو یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ واقعی اہلِ کتاب میں شامل ہے یا دہریہ، بے دین، آزاد خیال ہے اگر کسی کو یقین ہو تو اس کا ذبح کرنا شرعی اصول مذکورہ بالا طور ہو تو ذبیحہ حلال ہے۔

صورت مسئولہ میں صرف مسلمان کے بسم اللہ پڑھنے سے ذبیحہ کی حلّت ثابت نہ ہوگی جب تک کہ وہ خود ذبح کرنے والا نہ ہوگا۔ اگر ذبح کرنے والا اور ہے اور یہ صرف بسم اللہِ اللّٰہُ اکبر کہتا ہے تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا اس کی حلّت کی صورت یوں ہو سکتی ہے کہ آرا چلانے والا مسلمان ہو اور جب وہ آرا چلائے تو بسم اللہِ اللّٰہُ اکبر کہہ کر، اور آرا بھی ایسا ہو جس میں چھری کی طرح کا آلہ فٹ کیا گیا ہو اور مرغیاں وغیرہ بھی بے ہوش کرنے کے بعد زندوں پر مشین چل جائے ایک ہی بسم اللہ پڑھنے پر متعدد ذبح ہو گئے تو حلال ہیں جیسے اوپر مذکور ہوا۔ یہ ان غیر مسلم ممالک کے متعلق مشکلات کی تسہیل کے لئے ہے۔ ورنہ مسلمان ممالک کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ خواہ مخواہ مشینوں کے محتاج بنیں لیکن افسوس ہے کہ ممالک اسلامیہ کے ساکنین اسلام کے دعویٰ کے باوجود مغربیت کی تقلید میں اسلامی اصول وطریقے ترک کر بیٹھے۔ پھر ان کی تیار کردہ تجویزوں کو اسلامی بنانے پر مجبور کیا جاتا ہے یہ درست ہے کہ اسلام میں تنگی نہیں لیکن یہ کہاں کا اصول ہے کہ اس کے اصولوں کو غیر مسلموں کے خیالات پر قربان کر دیا جائے۔

فقط عندی هذالجواب و اللہ تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

اپریل ۱۹۹۶ء / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

حيث استدل على عدم حله بالكف بقوله تعالى ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾ (الآية)(المعارج: ۷۰/۲۹،۳۰)

یعنی، جیسا کہ اگر ران پر رگڑ نے یا پیٹ پر رگڑنے سے انزال کیا، اس پر اگر اپنے آلہ تناسل کو دیوار یا اس کی مثل کسی چیز میں داخل کیا حتی کہ منی نکل آئی یا اپنے ہاتھ سے (رگڑ) کر نکالی ایسے ہی کسی حائل سے جو حرارت کو روکنے والا تھا تو گناہ گار ہو گا اس پر وہ دلالت کرتا ہے جو ہم نے زیلعی میں کہا۔ جس طرح کہ انہوں نے ہاتھ کے ساتھ انزال کے عدم پر اللہ تعالی کے فرمان (والذين هم لفروجهم) سے استدلال کیا ہے۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے۔ (کنز الایمان)

وقال فلم يح الإستمتاع أى قضاء الشهوة بغير هما۔

یعنی، جیسے کسی نے ران پر ذکر کے رگڑ نے یا پیٹ پر رگڑنے سے منی خارج کی، ایسے ہی اگر کسی نے ذکر دیوار وغیرہ پر رگڑا یہاں تک کہ منی خارج ہوئی یا ہتھیلی پر کسی ایسی شئی سے جو حرارت کو حاصل ہے سے منی خارج کی تو گنہگار ہو گا جو ہم نے کہا اس پر وہ دلیل بھی جو زیلعی میں کہ اس میں استدلال کیا گیا ہے کہ ہاتھ سے منی خارج کرنا ناجائز ہے اس کا استدلال قرآن مجید کی ذیل آیت سے ہے ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ﴾ (الآية) اور فرمایا نفع اٹھانا یعنی جماع صرف ازواج یا کنیزوں سے جائز ہوا جب نہ ہوں تو پھر شہوت کا پورا کرنا ناجائز استعمال کرنے میں گناہ ہے۔ اگر عورت کو شہوت نہ ہو اور قضاء شہوت نہ ہو تو انعقاد جنین (حمل ٹھہرنا) محال ہے۔

کسی عورت کو یہ بھی جائز نہیں کہ کسی عورت کی شرمگاہ کو بلا ضرورت شرعیہ دیکھے یا چھوئے اور ٹیوب استعمال کرنے کا عام طریقہ یہ ہے کہ دوسرا کوئی مرد یا عورت استعمال کرتی ہے اور اگر بالفرض عورت نے خود ہی استعمال کر لیا ہو تو پہلی وجہ حرمت اپنی جگہ باقی ہے اور اس کی سہیلی اور سہیلی کا شوہر یہ تینوں گناہگار ہوئے، ہاں یہ اولاد ثابت النسب ہو گی اور اس کی مانی جائے گی جس کی زوجیت میں یہ عورت ہے حدیث پاک میں فرمایا گیا ''اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ'' [1]

---

[1] أخرجه البخاري في صحيحه، في البيوع، الحديث رقم ۲۲۱۸ ، باب شراء المملوك من الحربي الخ، ومسلم في صحيحه، في الرضاع، عن عائشة ، الحديث رقم (۳۶ـ۱۴۵۷) وعن أبي هريرة، الحديث رقم (۳۷ـ۱۴۵۸)، باب ''الولد للفراش'' وأبو داؤد في السنن، في الطلاق ، الحديث رقم ۲۲۷۳۔ ۲۲۷۴ ،باب الولد للفراش ،

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یعنی، اولاد بستر والے کی ہے اور زانی کے لئے پتھر۔

صورت مسئولہ میں اگرچہ زِنا نہ سہی لیکن نطفہ تو غیر کا ہے افسوس ہے کہ دور حاضرہ میں جائز، ناجائز کی طرف توجہ ہٹ گئی ہے نفسانیت کا غلبہ ہے یہی سوچا جاتا ہے کہ کام بن جائے خواہ فعل حرام اور ناجائز ہے اولاد کی خواہش اچھی بات ہے لیکن وہ اولاد کس کام کی جس کی وجہ سے دوزخ میں جانا پڑے دور حاضرہ میں یہ طریقہ عام ہوتا جا رہا ہے اس کے علاوہ دیگر غلط طریقے سے بھی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ مزید تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ ''ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور مسلمان''۔ (مطبوعہ: فیض العلوم البنات، ضلع میانوالی) کا مطالعہ فرمائیں۔

فقط عندی هذا الجواب والله تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

اپریل ۱۹۹۴ء / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆☆

(حاشیہ سابقہ صفحہ) والترمذی فی السنن، فی الرضاع، الحدیث رقم ۱۱۵۷، باب :ماجاء أن الولد للفراش، والنسائی فی السنن، فی الطلاق، الحدیث رقم ۳۴۸۲، باب الحاق الولد بالفراش الخ، وابن ماجة فی السنن، فی النکاح، الحدیث رقم ۲۰۰۶، باب الولد للفراش الخ، والدارمی فی السنن، فی النکاح، الحدیث رقم ۲۲۳۵، باب الولد الفراش، ومالک فی الموطأ، الحدیث رقم ۲۲ من کتاب الأقضیه، باب القضاء بالحاق الولد بأبیه، وأحمد فی المسند ۶/۱۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

قافلے کی صورت میں مزارات پر حاضری کا حکم؟

سوال:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ موجودہ دور کے ایک کامل بزرگ اپنے مریدین کے ہمراہ قافلے کی صورت میں اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں وہاں مزار پاک پر قرآن پاک کی تلاوت اور ذکر اذکار میں مشغول رہتے ہیں، قرآن وسنّت کی روشنی میں یہ جائز ہے یا کہ نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب:...... **منہ الهداية** ۔ کامل بزرگ کا اپنے مُریدین ومعتقدین کو لے کر کسی اللہ والے کے مزار پر قافلے کی صورت میں حاضری دینا قرآن وسنّت کے عین مطابق ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اپنے خادم کو لے کر حضرت خضر (علیہ السلام) کے پاس تشریف لے گئے جس کا ذکر خود قرآنِ پاک میں موجود ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

...... ﴿"وَاِذْقَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْاَمْضِیَ حُقُبًا."﴾

(الکھف: ۶۰/۱۸)

ترجمہ: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا، میں باز نہ رہوں گا، جب تک وہاں نہ پہنچو جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنون (مدتوں تک) چلا جاؤں۔ (کنز الایمان)

لِفَتٰهُ سے یوشع بن نون بن افراہم بن یوسف (علیہ السلام) مُراد ہیں، بندہ ولایت میں کمال کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کسی کامل کے ہاں جا کر گھٹنے نہ ٹیکے۔

حضرت خضر (علیہ السلام) کے بارے میں تحقیقی قول یہ ہے کہ وہ ولی تھے اور خود حضور ﷺ ہر سال شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے چنانچہ "فتاویٰ شامی" میں ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ:

"اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ بِاُحُد عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ". [1]

---

[1] الدالمحتار علی الدر المختار، المجلد (۳) کتاب (۲) الصلاۃ، باب (۱۹) صلاۃ الجنازۃ الطلب، فی زیارۃ القبور.

یعنی، بے شک نبی ﷺ ہر سال شہداء احد کے مزارات پر تشریف لایا کرتے تھے۔

اور "مشکوٰۃ شریف" [1] میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ مَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُوْرُوْهَا" [2] (یعنی، میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو)

اس حدیث کی شرح میں امام محی الدین نووی (المتوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں وأجمعوا على أن زيارتها سنة لهم [3]، یعنی، مزارات کی زیارت کرنا باتفاق علماء کرام سنت ہے۔

اور "فتاویٰ شامی" میں ہے:

وأما الأولياء فإنهم متفاوتون في القرب من الله تعالىٰ، ونفع الزائرين بحسب معارفهم وأسرارهم. [4]

یعنی، لیکن اولیاء اللہ تقرب الی اللہ اور زائرین کو نفع پہنچانے میں مختلف ہیں بقدر اپنے معارف و اسرار کے۔

---

[1] مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الأول، عن بريدة، الحديث رقم ١٧٦٢.(١)، والفصل الثالث عن ابن مسعود، الحديث رقم ١٧٦٩.(٨).

[2] أخرجه ابن ماجه في السنن، في الجنائز عن ابن مسعود، الحديث رقم ١٥٧١، باب ماجاء في زيارة القبور، وأخرجه مسلم في صحيحه، في الجنائز عن بُرَيدة الحديث رقم(١٠٥.٩٧٧)، باب استئذان النبي ﷺ ربه الخ، وأخرجه أبوداؤد في السنن، في الجنائز، الحديث رقم ٣٢٣٥، باب في زيارة القبور، والنسائي في السنن، في الجنائز، الحديث رقم ٢٠٢٨، باب زيارة القبور، وأحمد في المسند ٢ / ٤٤١، وابن أبي شيبه في المصنَف، في الجنائز، الحديث رقم ١، ٢، باب رقم ١٤٥، من رخص في زيارة القبور.

[3] شرح صحيح مسلم للنووي المجلد(٤)، الجزء(٧)، كتاب الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه الخ، الحديث:(١٠٧ـ ٩٧٧)ص ٤٠، مطبعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ.٢٠٠٠ء

[4] الرد المحتار على الدر المختار، المجلد(٣): كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: في زيارة القبور، تحت قوله: وبزيارة القبور ص ١٧٨، مطبوعة: دارالمعرفة، بيروت الطبعة الأولى(١٤٢٠ھ٢٠٠٠ء)

اور ''مقدمه شامی ''میں ہے امام محمد بن ادریس شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

''إنی لأ تبرک بأبی حنیفة وأجیٔ إلی قبره، فإذاعرضت لی حاجة صَلَّیتُ رکعتین وسألت الله عندقبره فتقضی سریعا''.[1]

یعنی، میں امام اعظم ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اوران کی قبر پر آتا ہوں اگر مجھے کوئی ضرورت پیش ہوتی ہے تو دورکعتیں پڑھتا ہوں اوران کی قبر کے پاس جاکر اللہ سے دُعا کرتا ہوں تو جلد ضرورت پوری ہوتی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:

کلّ من یستمدّ فی حیاته یستمدّ بعد وفاته۔(احیاء العلوم)

یعنی، ہروہ شخص جس سے اس کی زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے تواس کے وصال کے بعد بھی اس سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔

خود حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) حضور ﷺ کے مزار مبارک کی مجاورہ تھیں اورکلید بردار لوگ آپ سے حجرہ کھلواکر قبرِ انور کی زیارت کرتے تھے۔ اور حضور ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے مزار پاک کی زیارت کے لئے بمعہ صحابہ تشریف لے گئے چنانچہ ''مشکوۃ شریف ''میں ہے:

عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال زَارَالنَّبِیُّ ﷺ قَبرَاُمِّهٖ فَبَکیٰ، وَاَبْکیٰ مَنْ حَوْلَهٗ.[2]

---

[1] الردالمحتار علی الدرالمختار ، المجلد(۱) المقدمة ، مطلب: یجور تقلیدالمفضول الخ تحت قوله:سماه الانتصار، ص ۱۳۵ ، مطبوعة : دارالمعرفة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰ء

[2] أخرجه ابن ماجه فی السنن، فی الجنائز ، الحدیث رقم ۱۵۷۲ ، باب ماجاء فی زیارة قبور الخ ، والترمذی فی السنن، فی الجنائز بلفظ اخر ،الحدیث رقم ۱۰۵۴ ، عن بریدة وقال حدیث بریدة حدیث حسن صحیح ، باب ماجاء فی الرخصة فی زیارة القبور ، وأبو داؤد فی الجنائز ، الحدیث رقم ۳۲۳۴، باب فی زیارة القبور، والنسائی فی الجنائز ، الحدیث رقم ۲۰۳۰ ، باب زیارة قبر المشرک ،وأحمد فی المسند ۴۴۱/۲، ۳۵۵/۵.

یعنی، حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو روئے اور اپنے ارد گرد والوں کو رُلا دیا۔

یہ زیارتِ قبر انور کا واقعہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوا جب کہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک ہزار صحابہ تھے۔

لہٰذا مذکورہ احادیث صحیحہ اور فقہائے عظام کے اقوال و اعمال سے یہ مسئلہ بخوبی واضح ہوا کہ تمام مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنا ثواب ہے اور ان کے مزارات پر دُعا کرنا، نوافل پڑھنا، قرآن پاک پڑھنا، جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ سے تشریف لے جا کر شہداء کو اپنی زیارت سے مشرف فرماتے تھے۔

مزاراتِ اولیاء کی زیارت کا انکار وہابیہ کو ہو تو بعید نہیں لیکن اہلسنّت میں کسی کو بھی اس کا نہ انکار تھا نہ ہے خواہ تنہا حاضری دی جائے یا قافلہ کی صورت میں، البتہ اگر انکار یا اعتراض ہے تو دیگر مفاسد پر ہے مثلاً عورتوں کا سا لباس پہن کر بھنگڑا ڈالنا اس پر اہلِ قافلہ کا تمسخرانہ صورت میں سفر طے کرنا، جھومر ڈالنا، ڈھول باجے لہو ولعب جیسی کیفیت پیدا کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

ہاں عبورِ راہ کے دوران درود وسلام اور وردِ کلمہ طیبہ اہلِ قافلہ کی زبان سے جاری ہو اور منزلِ مقصود پر پہنچ کر لہو ولعب اور کھیل تماشا، جیسے عام میلوں میں عوام کی عادت بن گئی ہے، ترک کر کے محافلِ مواعظ، مجالسِ قرآن مجید اور درود وسلام قائم کر کے اوقات بسر ہوں اور بخاری شریف کا ختم مبارک بھی سونے پر سہاگہ ہے۔ ایسے ہی قافلوں کی واپسی کی کیفیت صوفیانہ ہو رندانہ (یعنی آزادانہ) نہ ہو۔ ایسے ہی فوٹو کشی یا فوٹو اپنے پاس رکھنا وغیرہ جیسے قبیح معاملات سے بچا جائے۔

اہل حق کے لئے مذکورہ دلائل کافی ہیں جب کہ منکرین کے لئے دفتر ناکافی ہیں۔

فقط عندی هذا الجواب واللّٰہ تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

یکم شعبان ۱۴۱۶ھ / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

میت ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کرنا کیسا؟

سوال:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے پیر و مرشد کا انتقال ۱۹۸۶ء میں ہوا جگہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے سرکار پیر و مرشد کے لئے ایک پیر بھائی کے مکان میں سرکار کو دفنایا گیا چند برس گزرنے کے بعد وہاں سے سیم کا پانی نکلا جس کی وجہ سے دیواروں کو اور فرش کو جو کہ ماربل کا ہے سخت نقصان پہنچا اب تعمیر شروع کرنے کے لئے گڑھا کھودا تو ایک فٹ پر دلدل کے آثار نمایاں ہوئے اور پانی زمین سے پھوٹ رہا تھا جس کی وجہ سے گڑھا پانی سے بھر گیا اور تعمیر میں حد درجہ مشکلات کا سامنا ہے اس کے علاوہ جس جگہ سرکار پیر و مرشد کو رکھا گیا ہے۔ وہ جگہ بھی بہت تنگ ہے اسی دوران سرکار نے کئی پیر بھائی اور بہنوں کو دیدار سے مشرف فرمایا اور واضح ہدایت فرمائی کہ مجھے یہاں سے منتقل فرمایا جائے۔ پیر بھائی، بہنوں کے علاوہ سرکار نے اپنے سجادہ نشین کو بھی یہی ہدایت فرمائی لہٰذا آپ یہ فرمائیے کہ سرکار کو دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے اگر ایسا ہے تو شرعی نقطۂ نگاہ سے اس کا کیا طریقۂ عمل ہوگا؟ واضح رہے کہ کئی بزرگوں کو پانی کی وجہ سے منتقل کیا گیا ہے (جس کی مثال عراق اور مصر میں واقع ہوئی ہے)

منجانب: اہل سلسلۂ دربار شاہ حسنین صابری

جواب:......الجواب من الهداية والصواب: بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الكريم . دفن کے بعد میت کو نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنے میں فقہاءؒ کا اختلاف ہے ادیانِ سابقہ و لاحقہ کا تعامل اور بعض فقہاء کی تصریحات جواز کو قوت دیتی ہیں چنانچہ "مختار الفتاویٰ" میں ہے "نقل الميت بعد الدفن ٥من بلد إلىٰ بلدليس بحرام لورود الآثار دالناقل والحافر لايكون اثما، هو المختار ." یعنی، میت کو دفن کے بعد ایک شہر سے دوسرے شہر کو لے جانا حرام نہیں اس کے جواز میں آثار وارد ہیں اور میت کو لے جانے والا اور قبر سے نکالنے والا گنہگار نہ ہوگا یہی مختار مذہب ہے۔

زمانۂ سابقہ میں بہت سے بزرگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے بے شمار واقعات مشہور ہیں مثلاً

(۱) حضرت عارف عبدالرحمن جامی قدس سرہ ''نفحات الانس'' میں لکھتے ہیں کہ ابوالحسنین بن سمعون کا ۳۸۶ھ میں وصال ہوا۔ انہیں بغداد میں اپنے گھر میں دفنایا گیا۔ تمیں سال کے بعد انہیں قبر سے نکال کر عام قبرستان میں دفنایا گیا تو ان کا کفن ویسے ہی تازہ تھا۔ (۲) خواجہ ابویعقوب ہمدانی جو کہ امام عارف وعالم ربانی اور صاحب کرامات تھے ۵۳۵ھ میں ''مرو'' شہر میں لائے گئے ''مرو'' میں ان کا مزار مشہور اور زیارت گاہ عام ہے۔ (۳) شیخ حمید الدین بغدادی (قدس سرہ) ۷۵۷ھ میں شہید ہوئے۔ وہیں شہادت گاہ میں دفن کئے گئے پھر عرصہ بعد ۸۲۳ھ میں انہیں تدفین کے لئے نیشاپور لایا گیا۔ (۴) ایک درویش ۸۳۸ھ میں قصبہ مالین میں فوت ہوئے۔ انہیں وہاں دفن کیا گیا بعد میں انہیں میرٹ کی عیدگاہ کے سامنے دفنایا گیا اور وہاں ان کا مزار مشہور ہے دور دور سے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔ (۵) ''بیحة المربان'' میں حضرت سید غلام علی بلگرامی (رحمۃ اللہ علیہ) نے محدث سمعانی مصنف ''مشارق الانوار'' کتاب الحدیث کے متعلق لکھا کہ پہلے بغداد میں مدفون ہوئے پھر ان کی وصیت پر انہیں مکہ شریف منتقل کر کے دفنایا گیا۔ (۶) مخالفین کے امام ابن القیم نے اپنی ایک تصنیف ''منتقی الاخبار'' میں ایک مستقل باب باندھا ہے (ماینبش بغرض صحیح) یہ باب ہے اس مسئلہ میں کہ ''میت کو قبر سے غرض صحیح کی وجہ سے منتقل کرنا جائز ہے۔'' (۷) ابن القیم نے اس کے جواز پر متعدد روایات لکھی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ محمد بن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پہلے ایک جگہ مدفون تھے پھر انہیں اس قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفنایا گیا (۸) صاحبِ دلائل الخیرات (رحمۃ اللہ علیہ) کو قبر سے نکال کر دوسرے علاقے میں لے جانے کا واقعہ مشہور ہے جس پر مخالفین وموافقین سب کا اتفاق ہے انہوں نے ۸۷۰ھ میں وفات پائی انہیں شہر ''سوس'' میں دفنایا گیا پھر (۷۰) سال کے بعد سوس سے نکال کر مراکش میں دفن کئے گئے۔

صورت مسئول میں صاحبِ مزار کی طرف سے بھی اشارے ہیں اور وہ جگہ بھی سیم کی زد میں ہے اس لئے ضرورت کے تحت صاحبِ مزار کو یہاں سے منتقل کر کے دوسری جگہ دفنانا جائز ہے۔

فقط عندی هذا الجواب واللّٰه تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۵ شعبان ۱۴۱۵ھ / ۷ جنوری ۱۹۹۵ء سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆
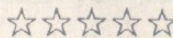
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

سیاہ خضاب لگانا کیسا؟

سوال:......داڑھی میں سیاہ خضاب لگانا کیسا ہے؟

جواب:......داڑھی میں سفید بال نورالٰہی ہے اللہ تعالیٰ سفید بالوں والے سے پیار فرماتا ہے لیکن عوام وخواص اس مرض میں مبتلا ہیں کہ سفید بالوں کو سیاہ کرتے ہیں خالص سیاہی پیدا کرنے والا خضاب داڑھی یا سر کے بالوں میں استعمال کرنا شرعاً ناجائز ومکروہ تحریمی ہے۔''سنن ابی داؤد'' و''نسائی''و''مشکوٰۃ شریف''[1] وغیرہ کتب احادیث مبارکہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ''آخری زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی جو اس سیاہی سے خضاب کرے گی تو کبوتروں کے پوٹوں کی طرح اُن کے بال سیاہ ہوں گے یہ لوگ جنت کی خوشبو (بھی) نہ سونگھیں گے اور شیخ محقق شاہ عبدالحق مسئلہ خضاب کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

''وبالجملہ خضاب بحناء باتفاق جائز است ومختار در سواد حرمت ست وکراہت''۔(اشعۃ اللمعات)

یعنی، مہندی سے بال رنگنا بالاتفاق جائز ہے اور مختار قول میں سیاہی سے رنگنا مکروہ تحریمی ہے۔

زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو احقر کی تصنیف ''سیاہ خضاب'' (مطبوعہ: قطب مدینہ پبلشرز کراچی) ملاحظہ فرمایئے۔

فقط عندی هذا الجواب والله تعالىٰ ورسوله الأعلىٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

جون ۱۹۹۲ء سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

---

[1] رواہ احمد، عن ابن عباس، مسند الامام احمد، المجلد (۱)، ص ۲۷۳، مطبوعہ: المکتب الاسلامی، بیروت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

کیا انکم ٹیکس زکوٰۃ ہے؟

سوال:……سرکاری انکم ٹیکس حکم زکوٰۃ رکھتا ہے یا نہیں؟

جواب:……صحیح و مفتٰی بہ قول یہ ہے کہ انکم ٹیکس وغیرہ مطالبات سرکاری اداءِ زکوٰۃ میں شمار نہ ہوں گے اور نہ ہی ان کے ادا کرنے سے زکوٰۃ ذمہ سے ساقط ہوگی اگرچہ وہ بہ نیت زکوٰۃ دیئے جائیں کیونکہ وہ نہ تو زکوٰۃ ہے اور نہ ہی لینے والے کو زکوٰۃ لینے کا حق ہے اور نہ ہی اُسے زکوٰۃ دینا صحیح ہے۔

''فتاویٰ شامی[1]'' میں ہے کہ:

أما لو أخذمنه السلطان أموالاً مصادرة ونوی أداء الزکوۃ إلیه ،فعلی قول المشایخ المتأخرین یجوز ، والصحیح أنه لایجوز ، وبه یفتٰی لأنه لیس للظالم ولایة أخذا لزکوۃ من الأموال الباطنة اھ أقول: یعنی وإذالم یکن له ولایة أخذها لم یصح الدفع إلیه وإن نوی الدافع به التصدق علیه لإنعدم الإختیار الصحیح الخ

یعنی ، بادشاہ اگر اصرار کے ساتھ مطالبہ کرکے اس سے مال لے لے اور وہ اس مال میں بادشاہ کی طرف ادائیگیٔ زکوٰۃ کی نیت کرلے تو متاخرین کے قول کی بنا پر ایسی صورت میں ادائیگی زکوٰۃ کی نیت کرنا جائز ہے ، اور صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے ، کیونکہ ظالم کو اموال باطنہ سے زکوٰۃ لینے کی ولایت نہیں اھ

علامہ شامی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں مراد یہ ہے کہ جب اُسے اموال زکوٰۃ لینے کی ولایت نہیں تو اُسے دینا بھی صحیح نہیں اگرچہ دینے والا اس پر تصدق کی نیت کرلے کیونکہ اختیار صحیح منہدم ہے۔

فقط عندی هذالجواب واللہ تعالٰی ورسوله الأعلٰی أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

---

[1] الردالمحتار علی الدر المختار ، کتاب الزکاة ، باب زکاة الغنم ، مطلب ، فیمالو صادر السلطان جائزا الخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

کیا بیداری میں زیارتِ رسول ﷺ ممکن ہے؟

سوال:...... کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کا بیداری میں کسی سے ملاقات کرنا محال ہے دلیل میں کہتے ہیں کہ آپ کا وصال ہو گیا وہ عالمِ برزخ میں ہیں انہیں عالمِ دنیا سے کیا سروکار؟

جواب:...... اس کے جواب میں فقیر کا رسالہ ہے ''تحفة الصلحاء فی رؤية النبی فی اليقظة والرؤياء'' یہاں بقدر ضرورت عرض ہے کہ حضرت امام غزالی (قدس سرہ) جنہیں دورِ حاضرہ کے عقلی گھوڑے دوڑانے والے بھی اپنا امام مانتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

والنوع الرابع خصّ به الأنبياء والأولياء ولهم الخيار فمنهم من يكون طوّافاً فی الأرض متى تقوم الساعة كثيراً ما يرى فی الليل وأظنّ الصديقُ منهم والفاروق والرسول ﷺ له الخيار فی طواف العوالم الثلاثة. (الدرۃ الفاخرہ صفحہ ۱۴)

یعنی، ''انبیاء کرام و اولیاء عظام کی یہ خصوصیت ہے کہ انہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ بعض تو ان میں سے قیامِ قیامت تک زمین میں طواف وسیر کرتے ہیں اور بہت سے حضرات رات کو دیکھے جاتے ہیں، جناب صدیق وحضرت فاروق (رضی اللہ عنہما) کو میں انہیں میں سے گمان کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کو تو عوالم ثلاثہ (دنیا، آخرت اور برزخ میں طواف وسیر فرمانے اور تشریف لے جانے) کا اختیار حاصل ہے۔''

نیز علماءِ دیوبند کے مولوی محمد انور شاہ کشمیری نے بھی حضور ﷺ سے ملاقات ہوسکنا اور آپ کی زیارت کا بحالت بیداری ہونا تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

فا الرویة یقظةً محققةٌ وإنكارها جهله. (فیض الباری ص ۲۰۴ جلد ۱)

یعنی، بحالتِ بیداری نبی کریم ﷺ کی زیارت ثابت ہے اور اس کا انکار جہل ہے۔

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ آج وہی لوگ حضور کی زیارت سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ جنہیں محبت واطاعت کے ساتھ آپ کی ذات گرامی سے والہانہ نسبت ہو۔ یعنی اولیاء کرام کو کتب شرعیہ میں بہت سے مقامات ایسے ملتے ہیں۔ جہاں اولیاء کرام کا حضور کے لقاءِ ظاہری سے مشرف ہونا اور اکتساب علوم واسرار کرنا ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو قطب ربانی سیدی عبدالوہاب

شعرانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی شہرۂ آفاق تصنیف "میزان الشریعہ" جس میں انہوں نے امام جلال الدین سیوطی کا قول نقل کیا ہے، جو انہوں نے اس شخص سے فرمایا جو ان کی بادشاہ سے سفارش چاہتا تھا فرمایا:

اعلم یا أخی أننی قد اجتمعتُ بوسول اللہ ﷺ إلیٰ وقتی ھذا خمساً وسبعین مرةً یقظةً ومشافھةً ولو لاخوفی احتجابه ﷺ عنی بسبب دخولی الولاة لطلعتُ القلعةَ وشفعتُ فیک عند السلطان وإنی رجل من خدّام حدیثه ﷺ واحتیاج إلیه فی تصحیح الأحادیث اللتی ضعفھا المحدّثون من طریقھم ولا شک إن نفع ذٰلک أرجح من نفعک. (میزان الشریعہ مصری جلد ۱ صفحہ ۱۴)

یعنی، "جان لے اے بھائی! میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں اس وقت تک بیداری میں بالمشافہ پچھتر بار حاضر ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے حکام کے درباروں میں حاضر ہونے کی بناء پر حضور ﷺ کے حجاب فرمالینے کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ میں جاتا اور تیرے لئے بادشاہ کے پاس سفارش کرتا۔ اور میں احادیث نبی ﷺ کے خدام میں سے ایک شخص ہوں۔ اور میں حضور ﷺ کا اُن احادیث کی تصحیح میں محتاج ہوں جن کو محدثین نے اپنے طریقوں سے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور بیشک یہ نفع تیرے نفع سے زائد راجح ہے۔"

اسی کتاب میں درج ہے:

قد اشتھر عن کثیر من الأولیاء أنھم کانوا یجتمعون برسول اللہ ﷺ کثیراً ویُصدّقھم أھل عصرھم علی ذٰلک (ثم ذکر أسمائھم) **وجماعة ذکرنا ھم فی کتاب "طبقات الاولیاء".**

یعنی، "کثیر اولیاء سے یہ حد شہرت تک پہنچا ہے۔ کہ وہ بکثرت رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوتے اور ان کے ہمعصر اس کی تصدیق کرتے۔ کتاب "طبقات الاولیاء" میں ہم نے ان میں سے ایک جماعت کا ذکر کیا اور ان کے نام ذکر کئے۔"

آگے کی عبارت اسی کتاب میں ملاحظہ ہو:

وقد بلغنا عن الشیخ أبو الحسن الشاذلی وتلمیذہ الشیخ أبی العباس المرسی وغیرھماً انھم کانو ایقولون لو احتجبت منا رویة رسول اللہ ﷺ طرفة ماعددنا أنفسنا من جملة المسلمین فإذا کان ھذا قول آحاد الأولیاء فالأئمة المجتھدون

أولیٰ بهذ المقام .(میزان الشریعه ج ۱ ص ۴۱)

یعنی، شیخ ابوالحسن شاذلی اوران کے شاگرد شیخ ابوالعباس مرسی اوران کے علاوہ اولیاء کاقول ہم تک پہنچا کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر ہم سے پلک مارنے کی مقدار حضور ﷺ کی "رؤیت محجوب ہوجائے (یعنی، حضور ﷺ کی زیارت میسر نہ ہو) تو ہم اپنے آپ کو منجملہ مسلمین سے شمار نہ کریں۔ تو جب یہ قول آحاد اولیاء کا ہے تو ائمہ مجتہدین تو اس مقام سے بھی بالاتر ہوئے۔"

غرض یہ کہ مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہوگیا کہ حضور اکرم ﷺ حضرات اولیاء کرام سے آج بھی ملاقات فرماتے ہیں۔ امتِ مسلمہ کا یہ مختار و پسندیدہ گروہ ہمیشہ حضور ﷺ سے حالتِ بیداری میں ملاقات کے شرف سے مشرف ہوا ہے اور ہوتا ہے۔ یہ لوگ حضور ﷺ سے بالمشافہ کلام کرتے ہیں۔ نیز علوم واسرار کے انکشاف میں حضور سے مدد چاہتے ہیں۔ نیز بیشمار اولیاء کرام کو بیداری میں زیارت ہوئی مثلاً:

شیخ احمد الرفاعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق بڑے محتاط محدثین نے بیان کیا ہے کہ جب آپ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یہ خواہش لے کر حاضر ہوئے کہ حضور ﷺ سلام کا جواب یوں دیں کہ اپنا دست مبارک بھی روضہ اطہر سے باہر نکالیں تاکہ میں اس کی زیارت کرسکوں اور چوم کر آتش عشق کو ٹھنڈا کرسکوں۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی اور امام نبھانی (علیہما الرحمہ) صراحۃً بیان فرماتے ہیں کہ شیخ احمد الرفاعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے جب سلام عرض کیا تو مصافحہ اور دستِ مبارک کی زیارت کی خواہش پر روضہ مبارک سے دستِ مبارک باہر آگیا اور مسجد نبوی میں موجود نوے ہزار زائرین نے حضور ﷺ کے دست اقدس کی زیارت کی۔ اس واقعہ کو مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی کتاب "افاضات یومیه" میں بیان کیا ہے۔

غرض یہ کہ اسی طرح ہر محب کے حسب حال اسے جواب سے نوازا جاتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق منقول ہے کہ جب آپ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے "اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَااِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ" یعنی، اے نبیوں کے امام آپ پر سلام ہو تو جواب آتا "اے میری امت کے امام تجھ پر بھی سلام ہو"

حضرت مولانا عبدالرحمٰن نورالدین جامی (رحمۃ اللہ علیہ) جب بھی حاضری دیتے اور الوداعی سلام عرض کرتے تو حضور ﷺ کی طرف سے انہیں سلام کا جواب بھی ملتا اور ساتھ یہ بھی فرماتے کہ "خوش روی وباز آئی" (جامی! خوش جاؤ اور ہمیں ملنے کے لئے پھر لوٹ کر بھی آؤ) ۱۸ سال حضور

ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں اسی طرح حاضری ہوتی رہی۔

مزید واقعات فقیر کی کتاب ''زائرین مدینہ'' میں پڑھیے۔

فقط عندی هذالجواب واللہ تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۳ محرم ۱۳۹۷ھ سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

مسجد کے اندر اذان کہنے کا حکم؟

سوال:...... مسجد کے اندر اذان کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:...... جب سے اسپیکر پر اذان ہونے لگی ہے اذان مسجد کے اندر داخل ہوگئی ہے۔ (یہ بھی ایک بدعت ہے لیکن اس بدعت پر لڑائی نہیں ہوئی)

حالانکہ احادیث مبارکہ کے مطابق فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندرونی کمرہ (دالان صحن) کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے۔ (غنیہ شرح منیہ ص ۳۷۷)

الأذان إنما يكون فی المئذنة أو خارج المسجد والإقامة فی داخله.

یعنی، اذان نہیں ہوتی مگر منارہ پر یا مسجد سے باہر اور اقامت مسجد کے اندر۔

سو مسجد کے اندر اذان کا ہونا آئمہ نے منع فرمایا اور مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ اور خلاف سنت ہے یہ زمانہ اقدس میں تھا، نہ زمانہ خلفائے راشدین میں، نہ کسی صحابی کا عمل ہے۔ ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں۔

مسجد مسقف (چھت والی) وغیرہ میں اذان مکروہ ہے اس لئے جہاں اسپیکر پر خرچہ کیا ہے اسپیکر کے لئے بھی ایک چھوٹا سا کمرہ تیار کر کے مسجد سے باہر اذان پڑھانے کا اہتمام کیجئے تاکہ دائمی کراہت سے بچ سکیں ورنہ اسپیکر خریدنے کا کیا فائدہ۔

فقط عندی هذالجواب واللہ تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

اکتوبر ۱۹۹۰ء سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جمعہ کی اذان ثانی مسجد میں دینا کیسا؟

سوال:۔...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین کہ پنجگانہ نمازوں کے لئے اذانیں خارج از مسجد کا حکم ہے آیا درست ہے؟ اب رہا جمعۃ المبارک کی دوسری اذان جو کہ خطبہ سے پہلے کہی جاتی ہے اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جمعہ کی دوسری اذان مسجد میں یا کمرۂ مسجد کے دروازے میں کہتے ہیں یہ کیوں؟ جب کہ یہ بھی اذان ہی ہے تو یہ مسجد میں کیوں نہیں پڑھتے؟

گذارش ہے کہ جمعہ کی دوسری اذان کا شرعی جو حکم ہے وہ بیان فرمادیں کہ مؤذن کہاں کھڑا ہو کر دوسری اذان کہے، کیا مؤذن کے قریب یا دور اسپیکر بھی رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

جواب:...... ہر اذان خارج از مسجد ہو۔ جمعہ کی دوسری اذان دراصل یہی اذان ہے جو زمانہ رسالتمآب ﷺ میں ہوتی تھی تا اضافہ حضرت سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) اس کا نام دوسری اذان عرف عام ہے جو اصالت (اصلیت) کو زائل نہیں کرتا یہی خطبہ سے پہلے والی اذان اصلی اذان ہے۔ اور فقہائے کرام نے مسجد میں اذان کہنے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ زمانہ رسالتمآب ﷺ سے یہی اور دیگر ہر اذان مسجد سے باہر ہوتی تھی۔ دیوبند کے فضلاء اور بعض سُنّی علمائے کرام نے اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کے زمانہ میں اختلاف کیا جانبین سے متعدد رسائل وکتب تصنیف ہوئیں۔ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کے زور قلم نے جملہ اہلسنت کو یہ تسلیم کرنے پر مجبور کردیا کہ ہر اذان خارج از مسجد ہو۔ اب پھر اسپیکر کی ایجاد سے اہلسنت اور دیوبندیوں کے علاوہ اکثر فرقوں نے تمام حدیں توڑ کر مسجد میں ہی اذان کہنی شروع کردی ہے اور یہ مکروہ ہے۔ اس کا گناہ عوام کو بعد میں ہوگا پہلے علماء کے کھاتہ میں لکھا جائے گا علمائے کرام کے لئے ضروری ہے کہ جہاں لاکھوں روپوں کے چندہ سے بہترین مساجد تیار کراتے ہیں وہاں اسپیکر کے لئے ایک علیٰحدہ کمرہ بھی تیار کرالیں۔ مسجد کی باہر والی دیوار سے تھوڑا سا نیچے ہٹ کر اذان کہی جائے کیونکہ دیوار اور اس کا پس وپیش کا تھوڑا سا حصہ عرفاً سجدہ گاہ نہیں اس لئے کہ اس کے احکام مسجدیت کے احکام سے مختلف ہیں۔

شیطانی چالیں سمجھنا کوئی آسان کام نہیں مگر شیطان ہر اس کام کی طرف راغب کرتا ہے جو قرآن وسنت کے طریقے کے خلاف ہو مگر شیطان گزیدہ انسان (یعنی، شیطان کا ڈسا ہوا) اسے سمجھنے

کے باوجود حق تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے غلط موقف پہ ہی ڈٹ جاتا ہے بہر حال اللہ تعالیٰ شیطانی تمام چالوں کو سمجھ کر اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اذان مسجد کے اندر کہنا خلاف سنت ہے فقہاء نے مسجد میں اذان کہنے کو مکروہ لکھا ہے۔ مگر اسپیکر کی ایجاد نے کئی مولویوں کو محض اسپیکر کی حفاظت کے بہانے مسجد کے اندر اذان کہنے کی طرف راغب کر دیا ہے اور اس مکروہ فعل اپنانے کی ترغیب دی جس پہ کئی لوگ عمل پیرا ہوئے یہاں تک کہ آج کل اس مکروہ فعل کی طرف اکثر کا دھیان ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مکروہ فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقط عندی ھذا الجواب واللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۶ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ، بروز ہفتہ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

قربانی کی کھالیں امام مسجد کو دینا کیسا؟

سوال:...... اکثر دیہاتوں میں لوگ چرم قربانی مسجد کے خطیب و امام کو دیتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ اب شہروں میں بھی بعض لوگ دوسرے مصارف میں سے یہ نیک مصرف سمجھ کر علماء کو ہی دیتے ہیں کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ تو اب خطیب شہر جو ماہوار وظیفہ بھی پاتا ہے اس کی خدمت میں چرم یا قیمت دی جاسکتی ہے یا عالمِ دین خود نیک مصرف خیال کر کے مانگ سکتا ہے اس سلسلے میں کھالیں دینے والے یا پانے والے شرعی مجرم تو نہیں؟ اس سلسلے میں قرآن مجید، احادیث مبارکہ واقوال فقہائے کرام کی روشنی میں مسئلہ بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد فیض الحسن قادری رضوی جامع مسجد وار برٹن ضلع شیخوپورہ

۱۲ ذی الحجہ شریف بروز ہفتہ

جواب:......الجواب منه الهداية والصواب

قربانی کی کھال، قربانی والے کی مِلک ہے خواہ وہ خود مصرف میں لائے چاہے کسی اور کو دیدے ہاں بیچ کر اپنے مصرف میں نہ لائے بلکہ وہ کسی اور کو دے دے کہ اس کا بیچنا تمول (دولت مندی) میں شامل ہو گیا اگر بیچنے والے کی نیت اپنے لئے ہوگی تو یہ مال خبیث میں شامل ہوگا جو مقدس مصارف میں خرچ نہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ ایسی صورت میں یہ مال مساجد اور مدارس پر خرچ نہیں ہوتا اگر بیچنے والے کی نیت فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی تھی تو وہ جسے چاہے مستحق سمجھ کر دے سکتا ہے خواہ وہ عالمِ دین ہو خواہ امام مسجد یا کوئی اور ہو اس مسئلہ کی تحقیق "فیوضات الحامدیه فی تعمیر المساجد" میں ہے۔

فقط عندی هذا الجواب والله تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۶ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ، بروز ہفتہ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوٰة والسلام علیک یا رسول الله

ختم شریف کا موجودہ طریقہ

سوال:......ختم شریف کا موجودہ طریقہ حضور ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ ہی صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے لہٰذا یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے؟

جواب:......یہی سوال وہابیوں دیوبندیوں کا مذہب ہے اگر یہ سوال سرے سے غلط ہو جائے تو ان کا مذہب ڈوب جائے گا سوال اسی لئے غلط ہے کہ ہزاروں مسائل ہیں جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے زمانہ میں نہ تھے تو کیا وہ بھی گمراہی ہے مثلاً مسجد کے مینار ومحراب موجودہ اور قرآن کی تیس پاروں کی تقسیم اور ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ نام اور اعراب، زبر، زیر، پیش، شد و مد وغیرہ تو یہ کئی اصول اسلام کے تحت جائز ہیں تو ختم شریف وغیرہ بھی اسی اسلامی اصول سے جائز ہے۔

اصولِ اسلام:

بدعت دو قسم کی ہیں: ۱)......حسنہ ۲)......سیئہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) اشعۃ اللمعات [۱] جلد اوّل، باب الاعتصام زیرِ حدیث، ''کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَة'' میں فرماتے ہیں کہ:

''آنچہ موافق اصول وقواعدِ سنّت است وقیاس کردہ شدہ است، آں را بدعت حسنہ گویند وآنچہ مخالف باشد باعثِ ضلالت گویند''

یعنی، جو بدعت اصول وقواعدِ سنّت کے موافق ہو اور اس سے قیاس کی ہوئی ہو اس کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں اور اس کے خلاف گمراہی یعنی بدعت سیئہ۔

تائید:

''مشکوۃ شریف''، ''کتاب العلم''، فصل اوّل میں خود حضور ﷺ نے مذکورہ بالا اصول کی تائید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِی الإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَأَجْرُمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِ هِمْ شَیءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ۔ [۲]

یعنی، جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو کہ اس پر عمل کریں گے اور اس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے گا اس کو اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور اس کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

---

[۱] اشعة اللمعات، المجلد (۱)، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنّة (فصل)، صفحه ۱۳۵، مطبوعه: مكتبه رشيديه

[۲] أخرجه مسلم، في صحيحه، في العلم، حديث رقم (۱۰۱۷.۲۹)، باب من سنّ سنّة حسنة الخ، وأخرجه النسائي في السنن، في الزكاة حديث رقم ۲۵۵۰ باب التهريض على الصدقة، وأخرج نحوه الترمذي في السنن، في العلم عن حذيفة حديث رقم ۲۶۷۵ باب ماجاء فيمندعاالي هدى فاتبع الى ضلالة، وقال أبو عيسى هذا حديث حسنٌ صحيح، وابن ماجة في السنن في المقدمة، الحديث رقم ۲۰۳، باب من سنّ سنة حسنة أوسيئة، أحمد في المسند، ۳۵۹/۴.

اس حدیث میں بدعت کو لفظِ سنّت سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی دو قسمیں حسنہ اور سیئہ ظاہر ہیں جن کو دوسرے الفاظ میں بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کہتے ہیں جس بدعت کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے وہ بدعت سیئہ ہے اور جس پر عمل ہو رہا ہے وہ بدعت حسنہ ہے۔

مزید تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ "ختم شریف مدلّل" (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور) کا مطالعہ کیجئے۔

فقط عندی هذا الجواب والله تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۱۳ھ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللّٰه

لا الٰه الا اللّٰه کہنے کا ثبوت

سوال:...... کیا نماز کے بعد زور سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کا ثبوت ہے جیسے ہماری مساجد میں ذکر ہوتا ہے اسے بعض لوگ بدعت کہتے ہیں؟

جواب:...... بدعت کہنا تو عام عادت وہابیوں اور دیوبندیوں کی ہے ہر وہ فعل و عمل جو ہم اہلسنت کریں گے وہ ان کے نزدیک بدعت ہے خواہ اس کا ثبوت احادیث صحاح سے ہے چنانچہ نماز کے بعد ذکر بالجہر کو بھی وہ بدعت کہتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے فرماتے تھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ[1] الخ

---

[1] اخرجه مسلم فی صحیحه، فی المساجد ومواضع الصلاة، حدیث رقم (۱۳۹ ، ۵۹۴) باب استحباب الذکر بعد الصلاة وبیان صفته. وأبو داؤد، فی الصلاة، حدیث رقم ۱۵۰۶، باب ما یقول الرجل اذا سلم والنسائی فی کتاب السهو. حدیث رقم ۱۳۳۷، باب نوع اخر من القول عند انقضاء الصلاة، وأحمد فی المسند ۴/۵، مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب الذکر بعد الصلاة، الفصل الأول، حدیث رقم ۹۶۳ (۵).

عن ابنِ عباس قَالَ كُنتُ أَعرِفُ انقِضَاءَ صَلوٰةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالتَّكبِيرِ۔ [1]

حضرت عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ میں تکبیر کی آواز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اختتام معلوم کرتا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بوجہ صغرسنی کے بعض اوقات جماعتِ نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے۔ لیکن نماز کے اختتام کا پتہ دیا کہ فراغت ذِکر بالجہر پر ہوتی۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''ذکر بالجہر'' میں دیکھئے۔

فقط عندی هذالجواب واللّٰه تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۳ ذیقعد ۱۳۸۷ھ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆☆

---

[1] اخرجه البخاری فی صحیحه، فی الأذان، حدیث رقم ۸۴۲، باب الذکر بعد الصلاة، ومسلم فی صحیحه فی المساجد ومواضع الصلاة، حدیث رقم (۵۸۳.۱۲۰) باب الذکر بعد الصلاة، وأبو داؤد فی السنن، فی الصلاة، حدیث رقم ۱۰۰۲، باب التکبیر بعد الصلاة، والنسائی، فی کتاب السهو، حدیث رقم ۱۳۳۵ باب التکبیر بعد تسلیم الامام (مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب الذکر بعد الصلاة، الفصل الاوّل، حدیث رقم ۹۵۹.(۱))

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا؟

سوال:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہماری مسجد میں صلوٰۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے ایک مسجد کا امام کہتا ہے کہ یہ ناجائز ہے اس کا ثبوت دکھاؤ؟

جواب:...... یہ امام سُنّی معلوم نہیں ہوتا ہے کیونکہ صلوٰۃ وسلام کے لئے اس قسم کے سوالات وہابیہ اور دیابنہ کے دل سے اُبھرتے ہیں ورنہ اس کا ثبوت قرآن مجید میں صاف ہے:

......''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا٥'' (الحزاب:۳۳/۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان)

آیت مبارکہ میں (صلُّو اعلیہ وسلّموا) عام ہے کھڑے، بیٹھے، زور سے، آہستہ، مل کر، تنہا وغیرہ وغیرہ کیونکہ قرآن مجید کی آیات واحادیث مبارکہ کا اسلامی قاعدہ ہے کہ المطلق یجری علی اِطلاقه. یعنی، مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ اصول فقہ کی کتب میں مذکور ہے۔

دوسرا یہ کہ صلوٰۃ وسلام کا بھی ذکر میں شمار ہے کماقال اللہ:

......اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ.(الرعد:۱۳/۲۸)

ترجمہ: سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (کنز الایمان)

امام قاضی عیاض (رحمۃ اللہ علیہ) ''شفاء شریف'' میں لکھتے ہیں:

قاله بمحمد ﷺ و أصحابه.[1] (یعنی، حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ذکر (میں دلوں کا چین ہے))

ویسے محدثین کرام (رحمہم اللہ) نے حضور ﷺ کے ذکر کو ذکر حق کہا ہے اور حدیث شریف میں ہے: ''ذِکْرُ الْاَنْبِیَآءِ عِبَادَۃٌ۔'' (کنز العمال) (یعنی، انبیاء کرام کا ذکر عبادت ہے)

---

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، المجلد (۱)، القسم الأول، الفصل الأول: فیماجاء فی المدح والثناء، ص ۳۰، مطبوعة: دار الأرقم، بیروت

اس معنیٰ پر ذکر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ قرآن مجید میں ہے کہ

﴿.....فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ج۔ الآية(النسآء: ۴/۱۰۳)

ترجمہ: تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔(کنز الایمان)

اس پارٹی کو عموماً یہ خیال گزرتا ہے کہ اس طرح صحابہ کرام نے نہیں پڑھا اور نہ ہی تابعین و آئمہ مجتہدین سے منقول ہے یہ ان کی غلط خیالی صرف اور صرف حضور ﷺ کے متعلقات میں ہے ورنہ ہزاروں مسائل ایسے ہیں جن کا نام ونشان تک احادیث میں اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے معمولات میں نہیں ملتا اور نہ ہی آئمہ مجتہدین سے منقول ہے مثلاً نماز کی نیت زبان سے کرنا بدعت ہے [1] صدیوں بعد کو شروع ہوئی۔ تلاوت کے بعد ''صدق اللّٰه العلی العظیم'' پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں۔

قرآن مجید پر اعراب (زبر، زیر، پیش، شد وغیرہ) لگانا اور اسے تیس (۳۰) پاروں پر تقسیم کرنا (الاتقان) اس کے مزید دلائل اعلیٰ حضرت (قدس سرہٗ) کی کتاب ''اقامة القيامه'' میں ہیں۔

فقط عندی هذا الجواب واللّٰه تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۵ رمضان ۱۴۰۱ھ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

---

[1] امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن الھمام (متوفی ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں ''بعض حفاظ حدیث نے فرمایا رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ اور نہ ہی ضعیف سند سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت فرمایا ہو میں فلاں نماز پڑھتا ہوں اور نہ ہی کسی صحابی اور نہ ہی کسی تابعی سے منقول ہے، بلکہ منقول تو یہ ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے'' اللہ اکبر'' اور یہ (یعنی زبان سے نیت کرنا) بدعت ہے۔

(فتح القدیر، المجلد(۱)، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة الخ، تحت قوله: أما الذكر باللسان الخ، ص ۲۷۳، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۵ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

داڑھی منڈا ''پیر'' کیسا ہے؟

سوال:...... ہمارے ہاں ایک پیر صاحب ہیں وہ داڑھی منڈاتے ہیں، نماز بالکل نہیں پڑھتے لیکن اُن سے خرق عادت امور کا صدور بھرپور ہو رہا ہے کیا ہم اُنہیں ولی اللہ مانیں یا نہیں؟

جواب:...... شریعت کا مخالف کبھی ولی اللہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ولی الشیطان ہے اس سے جو خرقِ عادت کے طور پر ظاہر ہوتا ہے وہ سب من جانب الشیطان ہے۔ اس بارے میں امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) ''تفسیر کبیر'' میں لکھتے ہیں کہ جب کسی انسان کے ہاتھ پر کوئی خرقِ عادت فعل ظاہر ہو تو وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو اُس کے ساتھ دعویٰ بھی ہوگا یا دعویٰ نہ ہوگا۔ اگر دعویٰ ہوگا تو اس کی کئی قسمیں ہیں یا تو اُس میں (۱) خدائی کا دعویٰ ہوگا (۲) یا نبوت کا (۳) یا ولایت کا (۴) یا جادو وغیرہ کا یہ چار قسم ہوئے۔

۱)...... خدائی دعویٰ ہے سو اس قسم کے مُدّعی کے ہاتھ پر خارقِ عادات بغیر کسی معارضہ کے ظاہر ہونا جائز ہے جیسے نقل کیا گیا ہے کہ فرعون خدائی کا مُدّعی تھا اس کے ہاتھ پر خرقِ عادات کا ظہور ہوتا تھا۔ اور ایسے ہی دجال کے ہاتھ پر خوارق کا ظاہر ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ایسے مُدّعی کا دعویٰ اور اس کی خِلقت ہی بتلاتی ہے کہ یہ سراسر جھوٹا، کاذب اور دروغ گو ہے لہٰذا اس کے ہاتھ پر خرقِ عادت کے ظہور سے اُس کی صداقت کا وہم تک بھی نہیں ہوتا۔

۲)...... نبوت کا دعویٰ ہے اور یہ بھی دو قسم پر تقسیم ہے کیونکہ یہ مُدّعی سچا ہوگا یا جھوٹا، اگر سچا ہے تو اُس کے ہاتھ پر خرقِ عادت کا ظہور ضروری ہے لیکن جو مُدّعی جھوٹا ہے اس کے ہاتھ پر خوارق کا ظہور جائز نہیں اور ظہور کی تقدیر پر اس کا معارضہ ضروری ہے۔

۳)...... ولی سے خرقِ عادت ظاہر ہوا گر ولی سچا ہے تو اُس سے خرقِ عادت کا ظہور بالکل برحق ہے۔

۴)...... مُدّعی جادو کے ہاتھ پر خرقِ عادت ظاہر ہو سو یہ بھی جائز ہے مگر معتزلہ اس میں مخالف ہیں۔

قسم اوّل کے اقسام ختم ہوئے اب دوسری قسم کے اقسام سُن لیجئے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ کسی انسان کے ہاتھ پر بغیر کسی دعویٰ کے خرقِ عادت ظاہر ہو پھر یہ انسان یا تو خدائے تعالیٰ کے نزدیک صالح اور نیک بخت ہوگا یا فاسق و فاجر۔

پہلی صورت: پہلی صورت تو وہی کرامتِ اولیاء ہے جس کے جواز پر ہمارے علماء متفق ہیں۔

دوسری صورت: یعنی فاسق وفاجر کے ہاتھ پر خرقِ عادت ظاہر ہونا، اِسی کا نام استدراج ہے۔

آج کل ہمارے لوگ اس فرق کو نہ سمجھ کر جس سے بھی کوئی خرقِ عادت امر ظاہر ہو یہاں تک کہ تعویذ، جھاڑ پھونک سے فائدہ پاتے ہیں تو اسے ولی اللہ سمجھنے لگ جاتے ہیں اور وہ دعویدار اسی طرح سے عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتا ہے یہ سچے اور صحیح مشائخ وعلماء کا فرض ہے کہ عوام کو بتائیں کہ ولی اللہ وہ ہے جو رسول اکرم ﷺ کی شریعت کا پابند ہو۔ خلاف شرع ہو کر جو پیری مریدی کا دھندا کرتا ہے وہ پیر نہیں لٹیرا ہے اس سے دور رہنا فرض ہے ورنہ قیامت میں پچھتاؤ گے۔

فقط عندی هذاالجواب و اللّٰه تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۱ محرم ۱۳۹۸ھ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

الصلوٰة والسلام علیک یا رسول اللّٰه

نذر ونیاز کا ثبوت

سوال:...... نذر تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے لیکن عوام پیروں فقیروں کے لئے مانتے ہیں یہ اعتراض بجا ہے یا بے جا؟

جواب:...... بے جا اس لئے کہ مخالفین دھوکہ دے کر بہکاتے ہیں در حقیقت ہم اہلسنت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ نذر (منت) غیر اللہ کے لئے شرک ہے۔ ہاں اولیاء کرام یا انبیاء عظام (علیہم السلام) کو وسیلہ لایا جاتا ہے چنانچہ ہمارے عوام ہوں یا خواص منت مانتے وقت زبان سے یا دل میں یوں کہتے ہیں ''یااللہ! یہ کام ہو جائے تو میں اتنی خیرات فلاں ولی اللہ کی روح کے ایصالِ ثواب کے لئے تیری راہ میں خرچ کروں گا پھر اولیاء اللہ کے لئے کہنا یا اسے فلاں کی نذر ونیاز بولنا مجاز ہے جو

طریقہ فقیر نے لکھا ہے اس میں تو کسی کو اختلاف نہ ہونا چاہیے کیونکہ حضرت مریم کی نذر کا ذکر قرآن مجید میں بھی اسی طرح ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

﴿......رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ مَافِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا۔ الآیۃ (ال عمران:۳/۳۵)

ترجمہ: اے رب میرے میں تیرے لئے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے۔ (کنز الایمان)

دیکھئے آیت میں صاف ہے کہ حضرت مریم نے نذر تو اللہ تعالیٰ کے لئے مانی ہے لیکن اس میں وسیلہ بیت المقدس کو بنایا ہے۔ کیونکہ دستور تھا کہ بیت المقدس کے خُدّام لڑکے ہوا کرتے تھے۔ اب حضرت مریم نے بھی بچے کی دعا کی تو بیت المقدس کو وسیلہ بنا کر، اور ہم بھی اپنی آرزو بارگاہِ حق سے چاہنے میں اس کے پیاروں کا وسیلہ کریں تو اس میں کون سی قباحت ہے۔

چنانچہ ہمارے طریقۂ ادائیگی سے بھی اہلِ انصاف ہمارے دعوے کے مطابق دلیل پاسکتے ہیں۔ ہم منذورہ (نذر مانی ہوئی) شے پر قرآن کریم کی آیات پڑھ کر دعا میں وہی کہتے ہیں جو ایصالِ ثواب میں ہوتا ہے اور اگر وہ ایسے ہی تقسیم کرنے کی ہوتی ہے تب بھی دعا کے الفاظ وہی ہوتے ہیں جو مذکور ہوئے۔

مفسرین کرام ومحدّثین حضرات بھی ہماری تائید میں ہیں چنانچہ حضرت ملاّ جیون مصنف راہِ نور "تفسیرات احمدیہ" میں لکھتے ہیں:

ومن ھھنا علم أن البقرۃ المنذورۃ للأولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیّب لأنّہ لا یذکر اسم غیر اللہ علیہ وقت الذبح وإن کانوا ینذرونہا لہ.[1]

یعنی، اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کے نام پر نذر کردہ گائے حلال وطیب ہے، جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے۔ کیوں کہ ذبح کے وقت اس پر غیر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا جاتا، اگرچہ اس کے لئے نذر کی گئی تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی اولیاء اللہ کے لئے نذر مانی گئی جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے یہ مال طیّب کیونکہ اس پر ذبحہ کے وقت غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ اس گائے کی نذر مانتے ہیں اس میں تو گیارہویں شریف کے بکرے کا خاص فیصلہ فرمادیا نام لے کر کردیا اس کتاب

[1] التفسیرات الأحمدیۃ فی بیان الایات الشرعیۃ، البقرۃ، قولہ تعالیٰ: وما أھل بہ لغیر اللہ. ص ۴۵، مطبوعہ: مکتبہ حقانیہ، پشاور.

کے مصنف علامہ احمد جیون (علیہ الرحمۃ) وہ بزرگ ہیں جو کہ عرب و عجم کے علماء کے استاد ہیں تمام مخالفین بھی ان کو مانتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عالمگیر بادشاہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے استاذ محترم ہیں۔ بہرحال نذر معروف شرعاً جائز ہے اور ہمارا اطلاق علی الانبیاء والاولیاء عرف پر مبنی ہے۔

حضرت رفیع الدین محدث دہلوی:

فرماتے ہیں کہ لفظِ نذر کہ اینجا مستعمل شود نہ بر معنی شرعی است چہ عرف آنست کہ پیش بزرگانِ برند و نذر و نیاز گویند (رسالہ النذر) یعنی، لفظ نذر جو اس جگہ مستعمل ہوتا ہے یہ نذر شرعی نہیں ہے بلکہ نذر عُرفی کہلاتی ہے جو ان بزرگوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے اسے نذر و نیاز کہتے ہیں۔

اور فتاویٰ کی کتب میں اس کی تصریحات تو بیشمار ہیں نمونہ کے طور پر چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

۱) حضرت علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ:

صاحب ''ردالمحتار''[۱] جلد اوّل میں فرماتے ہیں:

ونذر الزيت والشمع للأولياء يوقد عنه قبورهم تعظيماً لهم وحبة فيهم جائز .

یعنی، کسی نے منت مانی تیل یا شمع کی اولیاء کرام کی تعظیم کے لئے اور اُن کی محبت کے لئے، کہ اس سے اُن کے مزار پر روشنی کرے گا تو یہ منت ماننا جائز ہے۔

۲)...... ''شامی''[۲] باب الذبح میں ہے:

إعلم ان المدار على القصد عند ابتداء الذبح .

یعنی، جاننا چاہیے کہ حلت وحرمت کا دار و مدار ذبح کے وقت نیت کا ہے۔

صاف معلوم ہوا کہ ذبح سے پہلے کی نیت یا نام بالکل معتبر نہیں۔

۳)...... ''عالمگیری''[۳] باب الذبح میں ہے:

مسلم ذبح شاة المجوسى لبيت نارهم أو الكافر لألهتهم تؤ كل لأنه سمى الله

---

[۱] الردالمحتار على الدرالمختار ،المجلد(۹) كتاب الذبح ، تحت قوله: وإلم يقد مها الخ ،ص ۵۱۶، مطبوعه: دارالمعرفة،بيروت ، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء

[۲] الردالمحتار على الدرالمختار ،المجلد(۹) كتاب الذبح ، تحت قوله: وإلم يقد مها الخ ، ص ۵۱۶، مطبوعه: دارالمعرفة،بيروت ، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء

[۳] الفتاوىٰ الهندية ، المجلد(۵) كتاب الذبائح ، الباب الأول فى ركنه و شرائطه الخ، أماحكمها، ص ۳۵۴، مطبوعة :دارالكتب العلمية،بيروت ، الطبة الآولىٰ ۱۴۲۱ھ ،۲۰۰۰ء.

تعالیٰ ویکرہ للمسلم کذافی "التتار خانیة" ناقلاًعن "جامع الفتاویٰ".

یعنی، مسلمان نے مجوسی کی وہ بکری جوان کے آتش کدہ کے لئے یا کافر کی بکری جوان بتوں کے لئے تھی ذبح کی، وہ حلال ہے کیونکہ اس مسلمان نے اللہ کا نام لیا ہے۔مگر یہ کام مسلمان کے لئے مکروہ ہے اسی طرح "تارخانیہ" میں "جامع الفتاویٰ" سے نقل کیا ہے۔

دیکھئے جانور پالنے والا کافر ہے اور ذبح بھی کرتا ہے بت یا آگ کی عبادت کی نیت سے، گویا مالک کا پالنا اور ذبح کرانا دونوں فاسد مگر چونکہ بوقت ذبح مسلمان نے زبان سے بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہے لہٰذا حلال ہے۔ کہیے گیارہویں شریف یا میلاد شریف کا بکرا اُس بت پرست کے بکرے سے بھی گیا گزرا ہے؟ کہ وہ تو حلال، مگر یہ حرام، الحمد للہ بخوبی ثابت ہوا کہ گیارہویں شریف وغیرہ کا جانور حلال ہے اور یہ فعل باعثِ ثواب۔

فقط عندی ھذالجواب و اللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

شبِ برأت کے چند احکام

سوال:......شب برأت کے احکام کیا ہیں؟

جواب:......شب برأت میں قرآن مجید آسمان اوّل میں اُترا۔اس رات ہر شخص کی قِسمت کا فیصلہ ہوتا ہے۔مگر بدقسمت لوگ اس رات کو آگ اور آتش بازی سے کھیل کود کر گزار دیتے ہیں بلکہ پٹاخے چلا چلا کر عبادت گزاروں کو بھی سکون سے عبادت نہیں کرنے دیتے۔

آتش بازی کی لعنت:

نصف شعبان کو جہاں تک ایصالِ ثواب اور مبارک باد کا تعلق ہے یہ سب کچھ جائز و مستحب ہے لیکن عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ رنگ برنگ کی آتش بازی چھوڑی جاتی ہے اور یہ سلسلہ ساری

رات جاری رہتا ہے اس کا نام شب بیداری نہیں بلکہ اپنے اعمال کی بربادی ہے اللہ تعالیٰ تو آسمان سے انوارِ رحمت برساتا ہے اور مسلمان نیچے سے آگ اوپر کی طرف چھوڑ کر خدا کے عتاب کا موجب بنتا ہے۔ گویا خدا کہتا ہے کہ آج کی شب تم پر میرے انوار کی بارش ہو جائے اور یہ آتش بازی (کرنے والا) مسلمان کہتا ہے نہیں ہمیں آگ سے کھیلنے دو، مرنے دو، جلنے دو، سڑنے دو، کیونکہ مشہور مثال ہے کہ جیسی نیت ویسی مراد۔

پاکستان کا رواج:

اس کے بعض صوبوں میں رواج عام ہے کہ اس رات کو اکثر لوگ غفلت اور لہو ولعب میں گذارتے ہیں کہ سیر وتفریح کی غرض سے جنگلوں اور دریاؤں کی طرف نکل جاتے ہیں کوئی علی الصبح جاتا ہے تو کوئی رات کو چلا جاتا ہے اور بعض تو یہاں تک کرتے ہیں کہ دریاؤں میں سفارشی پرچہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کے نام لکھ کر بہادیتے ہیں یہ بدعت واختراع ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے اس کی کوئی اصل نہیں، کسی کتاب سے یہ باتیں ثابت نہیں ہیں ایسے ہی امور کو بدعاتِ سیئہ کہا جاتا ہے انہی بدعات سے بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ایسی بدعات پر قیاس کر کے قرآن و احادیث سے ثابت شدہ امور کو بدعات کا فتویٰ لگا کر عوام کو بہکانے کی خام کوشش کی۔

فقہائے کرام کا یہ فیصلہ ہے کہ اس رات ہر شخص کی قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس کی عمر کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے اس لئے مستحب یہ ہے کہ چودہ شعبان کی نمازِ عصر کے بعد ہر مسلمان ایک دوسرے سے مصافحہ ومعانقہ کرے اور اپنے کہنے اور سننے کی معافی ایک دوسرے سے چاہے کیونکہ نہ معلوم آج کی رات کس کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے۔

فقط عندی ھذا الجواب واللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

کونڈے کرنا کیسا ہے؟

سوال:...... ہر سال ۲۲ رجب کو اکثر سُنّی مسلمان سیّدنا امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) کے ایصالِ ثواب کے لئے اپنے گھروں میں حلال اور پاک اشیاء گھی، چینی، میوہ سے بنی میٹھی پوریاں جنہیں عام طور پر کونڈے کہا جاتا ہے، غریب مساکین اور عزیز رشتہ داروں کو بڑے اہتمام سے کھلاتے ہیں کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب:...... نہ صرف جائز بلکہ اجر و ثواب ہے۔ ایصالِ ثواب کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ دن اسی ہستی کا یومِ ولادت یا یومِ وصال ہی ہو جب چاہے، جس دن، جس تاریخ کو چاہے ایصالِ ثواب کر سکتا ہے ہر کام مثلاً شادی بیاہ، جلسہ و جلوس و تبلیغی اجتماع کے لئے تاریخ مقرر کی جاتی ہے لہٰذا ۲۲ رجب کو سُنّی مسلمان نے سیّدنا امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) کی فاتحہ کا دن مقرر کر لیا ہے۔

الحمد للہ کوئی سُنّی مسلمان صحابیٔ رسول سیدنا حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی وفات کی خوشی یا ان سے بغض و حسد کی بنا پر کونڈے نہیں کرتا۔

اگر کسی بغضی رافضی نے ایسا کیا تھا تو وہ اس کا فعل تھا۔ ہماری نیت امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) کو ایصالِ ثواب کرنا ہوتی ہے بلکہ ہمارا تو ایمان ہے جس کے متعلق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ جو شخص امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی شان میں طعنہ زنی کرے وہ جہنم کا کتا ہے لیکن پھر بھی اس کا دل اگر اس بات پر مطمئن نہ ہو کہ آخر ۲۲ رجب سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یومِ وفات ہے تو اس دن امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) کی نیاز کیوں دلائی جائے۔ تو اس کا بہترین حل یہ ہے کہ ۲۲ رجب کے کونڈوں پر ان دونوں بزرگوں کی فاتحہ دلا دی جائے۔ اس کارِ ثواب (فاتحہ) کو بالکل بند کر دینا مناسب نہیں۔

اور فاتحہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ صرف کونڈے ہی کئے جائیں کسی بھی کھانے کی حلال اور پاک شے پر فاتحہ دلا سکتے ہیں۔

یہ خیال بھی غلط ہے کہ اسی دن شیعہ کونڈے کرتے ہیں، ان سے تشابہ ہوگا۔ نیکی کا کام کسی تشابہ سے نہیں روکا جا سکتا اور نہ ہی یہ کوئی ضروری ہے جہاں لوگ کرتے ہیں اچھا عمل ہے۔ مزید

تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ ''کونڈے'' دیکھئے۔

فقط عندی ھذا الجواب و اللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نومبر ۱۹۹۸ء / سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

عظمت خلفائے ثلاثہ

سوال:...... کیا خلفاء راشدین (رضی اللہ عنہم) رُتبہ میں مساوی ہیں جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

یا ان کے مدارج میں کچھ فرق ہے اور حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو اصحاب ثلاثہ سے افضل سمجھنا کیسا ہے؟

جواب:...... اہلسنّت کا اجماع ہے کہ بعد الانبیاء فضیلت سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کو حاصل ہے جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ گمراہ بے دین ہے۔ مصرعہ مذکور بھی غلط ہے اگر چہ اس کے قائل کو کافر یا گمراہ نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ اس کی تاویل ہو سکتی ہے اہلسنّت کے اکابر کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

ا)...... سیّدنا امامنا الاعظم کی ''فقہ اکبر'' میں ہے أفضل الناس بعد رسول اللہ ﷺ أبو بکر الصدیق، ثم عمر بن الخطاب، ثم عثمان بن عفّان، ثم علی بن أبی طالب (رضوان اللہ علیھم أجمعین)۔[1]

یعنی، لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے بعد (اور اس کی شرح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں ''افضل الناس بعد الانبیاء''، یعنی، لوگوں میں انبیاء (علیہم السلام) کے بعد) سب سے افضل ابوبکر صدیق، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان بن عفان پھر علی بن ابی طالب ہیں (رضوان اللہ علیہم أجمعین)

[1] الفقہ الاکبر مع شرحہ لملا علی القاری ص ۶۱، ۶۲، ۶۳، مطبوعۃ: قدیمی کتب خانہ، کراچی

۲)......"وصايا شريف" امام اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) جس کو آپ نے اپنے آخری لمحات میں فرمایا، مطبع مجتبائی ۱۳۰۶ھ بسعی مولانا وکیل احمد سکندپوری بأن أفضل أمة نبينا محمد ﷺ أبوبكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي، (رضوان الله عليهم اجمعين) بقوله تعالىٰ:
والسّبقون السّبقون ٥ اولئك المقرّبون ٥ في جنّت النّعيم ٥ (الواقعة:۵۶/۱۰تا۱۲)

یعنی، ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی ہیں (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے (والسّبقون......)
اور جو سبقت لے گئے، وہ تو سبقت ہی لے گئے وہ مقرب بارگاہ ہیں۔ (کنز الایمان)

۳)......"غنية الطالبين"[1] منسوب سیّدنا غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ) میں ہے "أفضل الأربعة أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي" (رضی اللہ عنہم)۔

یعنی، چاروں خلفاء میں سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

۴)...... "شرح عقائد مجتبائی" ۱۳۰۷ھ "خیالی" حاشیہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی ص۱۴۴ میں ہے
أفضل البشر بعد نبينا (والأحسن أن يقال بعد الأنبياء) أبوبكر، ثم فاروق، ثم عثمان، ثم علي المرتضیٰ (رضى الله عنهم) هٰكذافی (میزان العقائد ص۱۲۲ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ))

یعنی، ہمارے نبی ﷺ بعد (اور احسن یہ ہے کہ کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد) افضل بشر ابوبکر، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان، پھر علی المرتضیٰ ہیں (رضی اللہ عنہم)۔

ان تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور نبی پاک ﷺ و جملہ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) افضل ہیں پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

۵)......حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (قدس سرہ) اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر را افضل از صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) گوید از جرگہ اہلسنّت می برآید۔ یعنی، جو شخص حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) پر فضیلت دے تو وہ اہلسنّت سے خارج ہے۔

---

[1] غنية الطالبين، المجلد (۲)، باب العقائد و الفرق الإسلاميه، فصل: في الفضل الامة المحمديه، مطبوعه: دار الكتب العلميه، بيروت

۶)......شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی ''تحفۃ اثناء عشریہ'' مطبوعہ نول کشور لکھنؤ میں فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سباء یہودی یمنی صنعانی منافق نے اپنی گمراہ جماعت کو سب سے پہلے یہی عقیدہ سکھایا کہ حضرت علی، صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) سے افضل ہیں اس پر وہ جم گئے پھر اصحاب ثلاثہ سے بدگمان کیا جب شیرِ خدا کو اس کا علم ہوا تو اس گمراہ جماعت کو مع ابن سباء کے آگ میں جلانے کی دھمکیاں دیں اور ان کو توبہ کے لئے کہا اور پھر ان کو مدائن میں جلاوطن کر دیا۔ (انتہی)

۷)...... مفتی محمد سعداللہ نے حاشیہ ''مالا بُد منہ'' میں بحوالہ ''شرح المواقف'' لکھا ہے اور علامہ کمال بن ہمام نے ''مساعرہ'' ''شرح محابرہ'' امیرالدین قاسم حنفی ،مطبوعہ:مصر ۳۶۷ بحوالہ کتب حدیث صحاح مفصل بیان فرمایا ہے قاضی ثناءاللہ پانی پتی نے ''مالا بُد منہ'' کتاب الایمان صفحہ نمبر ۱۵ میں فرمایا ہے:

باجماع صحابہ ونصوص ثابت است کہ ابوبکر افضل اصحاب است پستر وہمہ اصحاب ابوبکر راافضل دانستہ باوے بیعت کردندو بہ اشارۂ ابوبکر برخلافتِ عمر بعد ابی بکر بنابر فضل او اجماع کردند وبعد عمر سہ روز صحابہ مشورہ کردہ عثمان راافضل دانستہ برخلافتِ او اجماع کردند باوے بیعت نمودند وبعد عثمان ہمہ اصحاب مہاجرین وانصار کہ در مدینہ بودند بہ علی مرتضیٰ بیعت کردند (رضی اللہ عنہم)۔

یعنی، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں اور ان کی فضیلت پر جملہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا اتفاق ہے۔ صحابہ نے افضل جان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت صدیق اکبر کے بعد سیدنا عمر کو فضیلت حاصل ہے وہ خلیفہ دوم ہیں حضرت عمر کے وصال کے تین دن بعد تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے بالاتفاق حضرت عثمان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ برحق تسلیم کیا اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد مدینہ پاک کے مہاجرین وانصار نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خلیفہ مانا (رضی اللہ عنہم)

۸)......امام اہلسنّت مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان (نور اللہ مرقدہ) ''ردالرفضہ''[1] میں لکھتے ہیں ''فتح القدیر شرح ہدایۃ'' مطبع مصر، جلد اوّل، ص ۲۴۸۔ اور ''حاشیہ تبیین'' العلامہ احمد الشلبی، مطبوعہ مصر، جلد اوّل، ص ۱۳۵ میں ہے۔

من فضل علیاً علی الثلاثۃ فمبتدع الخ

یعنی، جو شخص مولا علی کو خلفاء ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) سے افضل کہے گمراہ ہے۔

---

[1] ردالرفضہ، ص ۳۔۶ مطبوعہ: جمعیت اشاعت اہلسنّت، نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی۔

"مجمع الأنهر شرح ملتقی الابحر"، مطبوعہ: قسطنطنیہ، جلد اول، ص ۱۰۵ میں ہے۔

الرافضی إن فضل علیاً فهو مبتدع. یعنی، رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہو تو بدمذہب ہے۔

۹)...... مولانا امجد علی خان (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی کتاب "بہار شریعت"[1] حصّہ اوّل میں فرماتے ہیں کہ بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقاتِ الٰہی جن و انس و ملک افضل صدیق اکبر پھر عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

جو شخص حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی (رضی اللہ عنہم) سے افضل بتائے وہ گمراہ و بدمذہب ہے۔

فقط عندی هذا الجواب واللہ تعالیٰ ورسوله الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

جولائی ۱۹۹۵ء / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

---

[1] بہار شریعت، ج اوّل، ص ۳۸، باب: امامت کا بیان، مطبوعہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا کیسا؟

سوال:...... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ "لاؤڈ اسپیکر پر اقتداء عندالشرع درست ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے اگر اجتماع کثیر ہو تو اقتداء کی جاسکتی ہے۔ زید کا قول مبنی بر صواب ہے یا نہیں؟

(محمد یوسف القادری الرضوی)

جواب:...... لاؤڈ اسپیکر کے متعلق اکابرین محققینِ اہلسنّت و جماعت کا فتویٰ یہی ہے کہ اسے کسی بھی نماز میں نہیں لگانا چاہیے، اب چاہے اجتماع کثیر ہو یا قلیل۔ کیوں کہ یہ تلقن من الخارج ہے، (یعنی غیرِ شئی نماز میں داخل ہوتی ہے) اور غیر شئی نماز میں داخل ہونے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ پھر یہ کہ یہ منشاء الٰہی (عزّ وجل) کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۝﴾

(بنی اسرائیل :۱۱۰/۱۷)

ترجمہ: اوراپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو، نہ بالکل آہستہ اوران دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔ (کنز الایمان)

اس کی تفسیر میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی (متوفی ۱۳۹۱ھ) فرماتے ہیں:

لٰہذا لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانی (پڑھنی) منع ہے، کیوں کہ اس میں ضرورت سے زیادہ اُونچی آواز نکلتی ہے جو کہ نماز میں ممنوع ہے۔[1]

البتہ نماز میں اگر تکبیرات انتقالیہ خود امام سے سُن رہے ہیں تو نماز ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔ ایسی صورت میں علٰیحدہ نماز پڑھیں، جو نماز علٰیحدہ پڑھیں گے وہی قبول ہوگی اور بس، یہی ہمارے اکابر علماء اہلسنت کا متفقہ فتویٰ ہے۔[2]

فقط عندی ھذا الجواب واللّٰہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

فروری 2001ء / سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان

☆☆☆☆☆

---

[1] نور العرفان ، حاشیہ آیت مذکورہ ، ص۴۶۷ ،مطبوعہ: پیر بھائی کمپنی ، لاہور

[2] اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے درجہ ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) قول فیصل ، مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی، مطبوعہ: انجمن انوار القادریہ، کراچی

(۲) القول الازھر فی الاقتداء بلاؤ ڈاسپیکر ،علامہ حشمت علی رضوی لکھنوی، مطبوعہ: انجمن انوار القادریہ، کراچی

(۳) صیانۃ الصلات عن حیل البدعات، مفتی برہان الحق جبل پوری، مطبوعہ: انجمن انوار القادریہ، کراچی

(۴) لاؤڈ اسپیکر پر نماز؟ مع تحقیقات اکابرِ اہلسنت، علامہ محمد حسن علی رضوی مدظلہٗ، مطبوعہ: مسلم کتابوی، لاہور

(۵) القول المقبول فی عظمۃ قول اللّٰہ والرّسول ، مفتی محمد صاحبداد خان، مطبوعہ: مسلم کتابوی لاہور

(۶) قرآنی نماز بمقابلہ مائیکروفونی نماز، سید آل رسول حسنین میاں برکاتی، مطبوعہ: برکاتی پبلشرز، کراچی

(۷) نماز اور لاؤڈ اسپیکر، مفتی محمد محبوب رضا خان قادری بریلوی، مطبوعہ: برکاتی پبلشرز، کراچی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

(پچھلے صفحے کا حاشیہ)

مذکورہ کتب میں قرآن واحادیث اوراکابر علماء اہلسنت سے مسئلہ کو مبرہن اور مدلل فرمایا گیا ہے۔ اور جملہ اعتراضات کے نہایت فاضلانہ ومحققانہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کچھ حضرات جواز کے قائل ہیں۔ اور قائلین جواز اپنی بات منوانے کے لئے اہلسنت وجماعت کے مقتدر مفتیان عظام کے نام پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک نام حضرت مفتی نظام الدین رضوی صاحب (مدظلہ العالی) کا ہے۔ تو گزارش ہے کہ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق ۲ ستمبر ۲۰۰۴ء، بروز جمعرات کو "بریلی شریف انڈیا" میں ایک فقہی سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی سرپرستی حضور تاج الشریعہ، علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری (متعنا اللّٰہ بطول حیاتہ) اور حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی، سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ نے فرمائی۔ یہ فقہی سیمینار چار عنوان (نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، اجارہ تراویح، سفر میں جمع بین الصلاتین، طلاق مغلظ) پر مشتمل تھا۔

مذکورہ عناوین پر طویل غور وفکر اور بحث وتحقیق کے بعد "شرعی کونسل" کے فیصل بورڈ نے باتفاق رائے تین عنوان پر شرعی فیصلہ صادر فرمایا، اور سفر میں جمع بین الصلاتین پر مزید غور فکر کے لئے اگلے سیمینار تک ملتوی کردیا۔

شرکاء ومندوبین سیمینار کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صدارت:...... حضرت صدر العلماء علامہ محمد تحسین رضا صاحب شیخ الحدیث جامعہ نوریہ بریلی شریف

نظامت:...... حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب مضطر، جامعہ حضرت بلال بنگلور

شرکاء مندوبین:......

☆...... حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی صاحب، بانی جامعہ امجدیہ، گھوسی

☆...... حضرت علامہ عاشق الرحمٰن صاحب، جامعہ حبیبیہ، الہ آباد

☆...... حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبدالرحیم صاحب بستوی، بریلی شریف

☆...... حضرت علامہ خواجہ محمد مظفر حسین شاہ صاحب، (چرہ) فیض آباد

☆...... حضرت مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی، جامعہ نعیمیہ، مرادآباد

☆...... حضرت مفتی محمد شبیر حسن صاحب رضوی، بائسی پورینہ، بہار

☆...... حضرت مفتی محمد اختر حسین صاحب رضوی، دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی

☆...... حضرت مفتی محمد قدرت اللہ صاحب رضوی، تنویر الاسلام، امرڈوبھا

☆...... حضرت مفتی محمد ابرار صاحب امجدی، ارشد العلوم، اوجھاگنج

☆...... حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

☆.....حضرت مفتی محمد معراج القادری صاحب، جامعہ اشرفیہ، مبا کپور

☆.....حضرت مفتی جمال مصطفیٰ صاحب، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

☆.....حضرت مفتی محمد نفیس عالم صاحب، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

☆.....حضرت مفتی قاضی فضل احمد صاحب، ضیاء العلوم، بنارس

☆.....حضرت مفتی رحمۃ اللہ صاحب، ضیاء العلوم، بھدوہی

☆.....حضرت مفتی آل مصطفیٰ صاحب، جامعہ امجدیہ، گھوسی

☆.....حضرت مفتی ابوالحسن صاحب، جامعہ امجدیہ، گھوسی

☆.....حضرت مفتی مظفر حسین صاحب، مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی محمد ناظم علی صاحب، مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی محمد حبیب رضا صاحب، مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

☆.....حضرت محمد یونس رضا صاحب، مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی نشتر فاروقی صاحب، مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی محمد شعیب رضا صاحب، اسلامی مرکز، دہلی

☆.....حضرت مفتی قاضی شہید عالم صاحب، جامعہ نوریہ، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی محمد حنیف رضوی صاحب، جامعہ نوریہ، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رضوی صاحب، جامعہ نوریہ، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی محمد صغیر اختر صاحب، جامعہ نوریہ، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن نظامی صاحب، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی محمد جمیل احمد صاحب، بریلی شریف

☆.....حضرت مفتی محمد بہاء المصطفیٰ صاحب، منظر الاسلام، بریلی شریف

☆.....حضرت مولانا محمد علی جناح حبیبی صاحب، اڑیسہ

☆.....حضرت مولانا محمد عبدالوحید رضوی صاحب، بریلی شریف

☆.....حضرت مولانا محمد مبشر رضا صاحب، بہار شریف

☆.....حضرت مولانا محمد شکیل احمد صاحب، بریلی شریف

اس سیمینار میں مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب نے بھی اپنا مقالہ پیش فرمایا اور ''شرعی کونسل'' کے فیصل

بورڈ کے فیصلہ سے اتفاق فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب کے حوالہ سے اگر پہلے کوئی فتویٰ یا تصدیق موجود ہو۔ تو اب اُسے آپ کی رائے قرار دیا جا سکتا ہے، نہ کہ موقف، کیوں کہ آپ کا موقف وہی ہے جو متفقہ طور پر اس فقہی سیمینار میں شریک علماء و مشائخ کا موقف ہے۔ نیز ان فیصلوں پر جملہ مندوبین کے دستخط بھی ہیں۔

چنانچہ لاؤڈ اسپیکر کے متعلق جو متفقہ فیصلہ سیمینار میں صادر ہوا، وہ ذیل ہے:

۱)...... لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی عین آواز نہیں ہے، اس لئے محض لاؤڈ اسپیکر سے مسموع (سنی گئی) آواز پر اقتداء ہم احناف اہلسنّت و جماعت کے نزدیک مبنی بر صواب نہیں ہے۔ بالفرض یہ آواز ماہیت کے اعتبار سے متکلم کی آواز بھی ہو، تو بھی حکماً یہ اصل آواز نہیں۔ لہٰذا اب بھی محض اس آواز پر اقتداء درست نہیں ہوگی۔

۲)...... جہاں کہیں نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر لوگ جبر کریں وہاں مکبّرین کا بھی انتظام کیا جائے، اور مقتدیوں کو مسئلہ کی صورت سے آگاہ کرتے ہوئے ہدایت کی جائے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء نہ کر کے مکبّرین کی آواز پر اقتداء کریں۔

۳)...... اسی طرح مکبّرین کو بھی ہدایت کی جائے کہ وہ بھی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء نہ کریں۔

۴)...... کہیں مکبّر مقرر کرنے کی بھی صورت نہ بنے، تو امام مسئلہ بتادے وہ اس بناء پر امامت سے مستعفی نہ ہو۔

(رضوی)

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اسماء کتب کے ساتھ ”درود وسلام“ لکھنا کیسا؟

سوال:......کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ”کتابوں کے اسماء کے ساتھ ”درود وسلام“ کا لکھنا کیسا ہے؟“ جیسا کہ اکثر کتابوں کے اسماء کے ساتھ درود وسلام لکھا ہوتا ہے مثلاً ”مقامِ رسول ﷺ“، ”اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ“، ”معراج النبی ﷺ“ وغیرہم۔ لہٰذا تفصیل کے ساتھ مسئلہ کی وضاحت فرما کر عنداللہ تعالیٰ ماجور ہوں۔

(محمد یوسف القادری رضوی، کراچی)

جواب:......بسم اللہ الرحمن الرحیم٥نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! بہت سے ایسے امور ہوتے ہیں جو ہمہ گیر بن جاتے ہیں اور لاشعوری کی وجہ سے عادت بن جاتے ہیں منجملہ ان کے کتابوں ورسالوں کے نام رکھنا ہے کہ کسی کتاب یا رسالہ کے نام میں حضور ﷺ کا اِسم گرامی ہے تو اس کتاب ورسالہ والے اسمِ رسول ﷺ کے بعد (ﷺ) لکھ دیا جاتا ہے مثلاً کسی کتاب یا رسالہ کا نام ”میلادالنبی“، ”معراج النبی“، ”تعظیمِ رسول“، ”مقامِ رسول“، ”اختیارِ مصطفیٰ“، ”حمایتِ رسول“، ”نمازِ رسول“، ”حب النبی“، ”خاتم النبین“ وغیرہ، ان اسماء میں (ﷺ) اور (علیہ الصلوۃ والسلام) اور بعض جہلاء تو ”صلعم“، ”ص“، ”؏“ وغیرہ لکھ دیتے ہیں یہ مبنی بر خطا ہے اس سے احتراز چاہیے بعض تو اتنے غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اُلٹا نہ لکھنے والے کو برا بھلا کہتے ہیں۔ فقیر کا ایک رسالہ ہے ”علم یعقوب“ اس پر انتباہاً ایک صاحب نے فقیر کو زوردار خط لکھا کہ آپ کے مکتبہ اُویسیہ کے کارکنوں کو بارہا کہا ہے کہ علم یعقوب میں، یعقوب (علیہ السلام) کیوں نہیں لکھا جا رہا ہے؟ جب کہ یعقوب (علیہ السلام) پیغمبر ہیں۔ فقیر نے جواب بھجوایا کہ اس وقت یہ رسالہ کا نام ہے یعقوب (علیہ السلام) کی ذات مراد نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم وہ اس سے مطمئن ہوئے یا نہیں۔ لیکن بعد کو ان کا کوئی خط نہیں آیا۔ بعض تو ایسے سخت واقع ہوئے ہیں کہ اس مسئلہ پر انتباہ کے بعد لڑائی جھگڑا پر تُل جاتے ہیں اور اپنے طور زوردار باتوں سے ہمیں شکست دینے کی فکر میں رہتے ہیں اور اپنے

حلقہ احباب میں اُلٹا ہمیں بے ادب گردانتے ہیں کہ یہ بے ادب ہے کہ حضور ﷺ ودیگر انبیاء (علیہم السلام) پر ''صلوٰۃ والسلام'' لکھنا گوارہ نہیں کرتے۔

(ولا حول ولا قوۃ اللہ باللہ العلی العظیم)

اصل مؤقف:......کوئی کلمہ جب کسی کا نام یا اُس کا جز بن جائے تو وہ کلمہ اپنے معنی میں مراد نہ ہوگا بلکہ مسمی (اُس نام والا شخص) مراد ہوگا اگر چہ وہ اسم، مسمی کے عین مطابق ہو مثلاً کسی کا نام ''عبداللہ'' ہے تو واقعی مسمی عبد ہے اپنے رب کا اب اس اسم ''عبداللہ'' کے بعد ''جل جلالہ'' لکھنا جہالت ہے۔ یوں ہی ایک شخص رسول اکرم ﷺ کا سچا غلام ہے اُس کا نام ''غلام رسول'' ہے اب یہاں غلام رسول میں (ﷺ) لکھنا بے وقوفی ہے۔ یوں ہی سمجھ لیں، فیض احمد۔ فیض محمد۔ فیض رسول۔ منظور احمد۔ مسعود احمد۔ سعید احمد۔ نذیر احمد۔ بشیر احمد۔ ان اسماء کے بعد اب کتاب کے نام دھرایئے۔ خاتم النبین ﷺ۔ مقام رسول ﷺ۔ عظمت رسول ﷺ۔ اختیار رسول ﷺ۔ میلاد رسول ﷺ۔ معراج النبی ﷺ۔ حمایت رسول ﷺ۔ نظام مصطفیٰ ﷺ۔ شان رسول ﷺ۔ عظمت نام مصطفیٰ ﷺ۔ صلوٰۃ الرسول ﷺ۔ اس طرح کے اسماء کتب ورسائل پر (ﷺ) لکھنا پڑھنا جہالت ہے اگر اب سے پہلے یہ سب لاشعوری میں ہوا تو، لا بأس بہ آئندہ احتیاط کریں۔

فقط عندی هذالجواب واللہ تعالیٰ ورسولہ الأعلیٰ أعلم بالصواب

حررہ الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

فروری 2001ء / سیرانی مسجد بہاول پور پاکستان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

فقیر کی بے شمار تصانیف اردو میں ہیں جن میں سے چند چھپی ہیں جو تمام ممالک اسلامیہ کے علاوہ غیر ممالک میں جہاں مسلمان مقیم ہیں، پڑھی جا رہی ہیں۔ اس طرح فقیر کی عربی تصانیف بھی بکثرت ہیں۔ لیکن افسوس قلم و درہم والا مسئلہ تا حال حل نہ ہوا۔ فقیر چاہتا ہے کہ عربی تصانیف تمام شائع نہ ہوسکیں تو زندگی میں عربی تفسیر "فضل الرحمٰن فی تفسیر آیات القرآن" ضرور شائع ہو۔ اس کی دس ضخیم جلدیں ہیں۔ اس کی اشاعت کے لئے لاکھوں روپے درکار ہیں۔ لیکن فقیر کے پاس اتنی رقم کہاں؟ فقیر نے سوچا کہ آپ جیسے دینی دوستوں کو اس کی دعوت دوں تا کہ مرنے کے بعد جب ہم لوگ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوں تو "تفسیر قرآن در بغل ہو"

اسی لئے یہ عریضہ پیش خدمت ہے کہ آپ نقد جتنا جی چاہے بھیجیں تا کہ تفسیر منظر عام پر آسکے۔ فقیر کا اکاؤنٹ نمبر A/C2702 (مسلم کمرشل بینک غلہ منڈی برانچ بہاول پور) ہے۔

اس کے علاوہ دیگر اہلِ خیر حضرات تک یہ پیغام پہنچائیں اور ان کے نام اور ایڈریس ہمیں بھی ارسال فرما کر ثوابِ جاریہ میں شامل ہوں۔

نوٹ:.......اس میں زکوٰۃ و صدقات بھی بھیج سکتے ہیں لیکن فقیر کو اس کی اطلاع ضرور دیں تا کہ فقیر آپ کے عطیہ کو جائز مصرف میں داخل کر سکے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

سیلانی روڈ۔ بہاول پور (پاکستان) فون: 0621-881371

نوٹ:.......اس مد میں رقم "بزمِ اُویسیہ رضویہ کراچی" کو بھی دی جا سکتی ہے۔

خط و کتابت ❁ محمد یوسف القادری الرضوی

فیضانِ مدینہ میڈیکوز، میڈیسن مارکیٹ، نمبر 53-A کچھی گلی نمبر ا ڈینسو ہال، کراچی

موبائل: 0300-275597

بزمِ اُویسیہ رضویہ پر ایک نظر

بزمِ اُویسیہ رضویہ کراچی، چند ماہ قبل ہی قیام عمل میں آئی۔ اور بحمد للہ تعالیٰ والرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) انتہائی برق رفتاری سے ترقی وعروج کی منازل طے کر رہی ہے۔

مقصدِ قیام: بزم کے قیام کا اوّلین وبنیادی مقصد، فروغِ دینِ متین ومسلک اہلسنت وجماعت اور دفاعِ مسلکِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت علیہ الرحمہ ہے۔

بزم کی سرگرمیاں

مدارسِ حفظ وناظرہ: بزم کے تحت دن ورات کو حفظ وناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ اور بعد از عشاء بالغ حضرات کے لئے بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ نیز ہفتہ وار اجتماعی ذکر ونعت ودعا کی محفل بھی منعقد کی جاتی ہے۔

مستقبل کے مقاصد: مدرسہ کا قیام، بزم ایک ذاتی مدرسہ خریدنے کا عزم مصمم رکھتی ہے جو ایک مرکزی جگہ کی حیثیت سے متعارف ہو۔ جہاں ہم اپنی جملہ تنظیمی سرگرمیاں، مہمانوں سے ملاقات ودیگر تقریبات وغیرہ کو بخوبیٔ احسن انجام دے سکیں۔

درسِ نظامی: نیز اُسی مدرسہ میں رات کے اوقات میں درسِ نظامی (عالم کورس) کی کلاسوں کی ابتداء بھی کر سکیں۔

کُتب وکیسٹ لائبریری: ہم ایک وسیع لائبریری قائم کرنے کا عزم بالجزم بھی رکھتے ہیں۔ تاکہ معلّمین، مدرسین، مبلغین، متعلمین، محبین، منسلکین، اراکین اور علمی ذوق رکھنے والے قارئین اس لائبریری سے استفادہ علمی کرتے ہوئے اپنے ایمان واعمال کو سنوار اور نکھار کر توشۂ قبر وآخرت جمع کر سکیں۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے حسبِ استطاعت کتب دینیہ نافعہ کی خریداری شروع کر چکے ہیں۔ نیز راقم الحروف نے اپنی جملہ ذاتی کتب بزم کو پیش کر دی ہیں۔

شعبۂ نشر واشاعت: بزم نے عوام اہلسنّت کے ایمان واعمال کی اصلاح اور دنیوی واُخروی سعادت کے حصول کے لئے نشر واشاعت کا شعبہ بھی قائم کیا ہے۔

ماضی میں اس سلسلہ کی پہلی ضخیم کاوش ''قیامت کی نشانیاں'' قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جو الحمد للہ تعالیٰ علماء وعوام اہلسنّت میں بے حد مقبول ہوئی۔ اور دوسری کاوش بنام ''زکوٰۃ کسے دیں'' بھی شائع کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جس کے دو ایڈیشن الحمدللہ رمضان المبارک کے ماہ میں ہی ختم ہو گئے۔

زیرِ نظر کتاب: ہمارے سلسلہ اشاعت کی تیسری کڑی ہے جو بنام ''جدید مسائل کے شرعی احکام'' ہے۔ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کتاب میں زمانہ حال کے مطابق پیدا شدہ جدید مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے اور چند اہلسنّت وجماعت کے عقائد ومعمولات بھی زیر بحث آئے ہیں۔ اُمید ہے یہ کتاب بھی دوسری کتابوں کی طرح قارئین کرام کی بارگاہ میں مقبول ہو گی۔

فقط والسلام مع الاکرام

الفقیر القادری محمد یوسف اویسی رضوی

۳ ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ / ۱۶ دسمبر ۲۰۰۴ء / بروز جمعرات

☆☆☆☆☆

قیامت کی نشانیوں اور علمِ غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل مدلل و مفصل جامع تصنیف

قیامت کی نشانیاں

اردو ترجمہ

"الاشاعة الاشراط الساعة"

منظرِ عام پر آچکی ہے

مصنف:...... عالمِ اسلام کے نامور عالمِ دین حضرت علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی ثم المدنی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۱۰۳ھ)

مترجم:...... صاحبِ تصانیفِ کثیرہ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ

نظر ثانی:...... حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ العالی

ناشر:...... بزمِ اُویسیہ رضویہ کراچی

ملنے کا پتہ:...... قطبِ مدینہ پبلشرز (پرانی سبزی منڈی) نزد عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی فون موبائل: 0300-8229655

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو، بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ، حضور اقدس ﷺ، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم ورشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف، ص ۳، از مولانا حسنین رضا)